ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

24

www.tanzeem.org

11 تا 17 جون 2013ء/ یکم تا 7 شعبان المعظم 1434ھ

یہ غفلت آخر کب تک!

اے بے خبرو! یاد رکھو کہ زندگی کی خواہش ہے تو مشکلات سے گھبرانا لاحاصل ہے، کیونکہ مشکلیں زندہ اور متحرک انسانوں ہی کے لئے ہیں، ایک بے روح لاش کے لئے نہیں ہیں۔ آرام کی خواہش ہے تو اس کی سب سے بہتر جگہ قبر ہے۔ بیٹھے رہو گے تو یقیناً ٹھوکر نہیں لگے گی، پر جب چلو گے تو ٹھوکریں کھانا ضروری ہیں۔

غفلت و سرشاری کی بہت سی راتیں بسر ہو چکیں، اب خدا کے لئے بسترِ مدہوشی سے سر اٹھا کر دیکھئے کہ آفتاب کہاں نکل آیا ہے۔ آپ کے ہم سفر کہاں تک پہنچ چکے ہیں اور آپ کہاں پڑے ہیں؟ یہ نہ بھولئے کہ آپ اور کوئی نہیں، بلکہ "مسلم" ہیں اور اسلام کی آواز آپ سے آج بہت سے مطالبات رکھتی ہے۔ کب تک اس دین الٰہی کو اپنے اعمال سے شرمندہ کیجئے گا، کب تک دنیا کو اپنے اوپر ہنسائیے گا اور خود نہ روئیے گا اور کب تک اسلام کی قوت کا خانہ خالی رہے گا؟ اگر مصائب کا تازیانہ غفلت کی ہوشیاری کا ذریعہ ہے تو کون سے مصائب ہیں جن کا آپ پر نزول نہیں ہو چکا ہے؟

مولانا ابوالکلام آزادؒ

بحوالۂ ندائے ملت، لکھنو

اس شمارے میں

اب تم ہی کہو کیا کرنا ہے؟

نفس کے خلاف جہاد

میدانِ حشر کا ایک منظر

کڑے فیصلوں کا چیلنج

حقوق العباد

پتہ منزل کا دے ورنہ......

البیرونی

تنظیمِ اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سورۃ الرعد

(آیات: 35 تا 37)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآىٕمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ۝ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ۝ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَ لَىٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا وَاقٍ۝

آیت ۳۵ ﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآىٕمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ﴾ ''مثال اُس جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے متقیوں سے' اس کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی' اس کے پھل بھی ہمیشہ قائم رہنے والے ہوں گے اور اس کے سائے بھی۔''

﴿تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ۝۳۵﴾ ''یہ ہے انجام ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ کی روش اختیار کی' اور کافروں کا انجام تو آگ ہے۔''

آیت ۳۶ ﴿وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ﴾ ''اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ خوش ہو رہے ہیں اس (قرآن) سے جو (اے نبی ﷺ!) آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے''

یہ مدینہ کے اہل کتاب میں سے نیک سرشت لوگوں کا ذکر ہے۔ اُن کو جب خبریں ملتی تھیں کہ مکہ میں آخری نبی ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے تو وہ ان خبروں سے خوش ہوتے تھے۔

﴿وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ﴾ ''اور بعض گروہوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اس کے بعض حصوں کا انکار کرتے ہیں۔''

﴿قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ۝۳۶﴾ ''آپ کہیے کہ مجھے تو حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی بندگی کروں اور اس کے ساتھ شرک نہ کروں' اُسی کی طرف میں بلا رہا ہوں اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔''

آیت ۳۷ ﴿وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ﴾ ''اور اسی طرح ہم نے اس کو اتارا ہے عربی میں قول فیصل بنا کر۔''

''حکم'' بمعنی ''فیصلہ'' یعنی یہ قرآن عربی قول فیصل بن کر آیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الطارق میں فرمایا: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝۱۳ وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۴﴾ ''یہ کلام (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے اور کوئی بے ہودہ بات نہیں ہے۔''

﴿وَ لَىٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا وَاقٍ۝۳۷﴾ ''اور (اے نبی ﷺ!) اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی اس کے بعد کہ آپ کے پاس صحیح علم آ چکا ہے تو نہیں ہوگا آپ کے لیے بھی اللہ کی طرف سے نہ کوئی حمایتی اور نہ کوئی بچانے والا۔''

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

دل کی سختی کا علاج

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا شَكَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهِ قَالَ: (اِمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ وَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ)

(رواہ احمد)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ میرا دل بہت سخت ہے۔ (اس سختی سے نجات کے لئے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ یتیموں کے سروں پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں کو کھانا کھلایا کرو۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

اب تم ہی کہو کیا کرنا ہے؟

1970ء میں پاکستان میں پہلے عام انتخابات ہوئے اور 2013ء میں دسویں عام انتخابات کا انعقاد ہوا۔ پہلے عام انتخابات میں اسلامی جماعتوں کو کل 18 نشستیں حاصل ہوئیں اور تینتالیس سال بعد حالیہ انتخابات میں اسلامی جماعتوں کو 19 نشستیں حاصل ہوئیں۔ گویا نشستوں کے اعتبار سے ظاہری طور پر کوئی بڑا فرق واقع نہیں ہوا۔ لیکن حقیقت میں اسلامی جماعتیں انتخابات میں کامیابی کے حوالہ سے بری طرح زوال پذیر ہیں اور ہر آنے والا انتخاب اسلامی جماعتوں کے لیے زیادہ مایوس کن نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ 1970ء میں پاکستان پانچ صوبوں اور دو حصوں پر مشتمل تھا۔ موجودہ پاکستان جسے اُس وقت مغربی پاکستان کہا جاتا تھا اُس کی کل نشستوں کی تعداد 138 تھی جس میں سے اسلامی جماعتوں نے 18 نشستیں حاصل کی تھیں جو کل نشستوں کا 13.04 فی صد بنتی تھیں۔ آج کا پاکستان ان ہی علاقوں پر مشتمل ہے جسے مغربی پاکستان کہا جاتا تھا۔ آج قومی اسمبلی میں کل نشستیں 342 ہیں جن میں اسلامی جماعتوں کی نشستیں 19 ہیں جو ایوان کا 5.6 فیصد بنتی ہیں۔ لہٰذا اسلامی جماعتیں 43 سال مسلسل انتخابی سیاست میں حصہ لینے کے بعد ترقی معکوس سے دوچار ہیں اور ان کی اسمبلیوں میں نشستوں میں 8 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ اس دوران یہ مطالبہ بڑے زور و شور سے سامنے آیا کہ اسلامی جماعتیں اگر ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں تو وہ انتخابات میں واضح کامیابی حاصل کر سکتی ہیں۔ لہٰذا 2002ء کے انتخابات میں تمام اسلامی جماعتوں نے ایم ایم اے کے نام سے ایک انتخابی اتحاد قائم کیا۔ اس کے نتیجہ میں اتحاد کو صوبہ سرحد (موجودہ صوبہ خیبر پی کے) میں اقتدار حاصل ہوا۔ بلوچستان میں انہیں اقتدار میں حصہ ملا اور مرکز میں وہ پچاس کے قریب نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن وہ نہ تو صوبہ سرحد میں کوئی مثالی حکومت بنانے میں کامیاب ہو سکے اور نہ صوبائی اور مرکزی سطح پر اسلام کے حوالے سے کسی قسم کی کوئی پیش رفت ہو سکی۔ بلکہ دورانِ حکومت ان کے اتحاد میں رخنے پڑ گئے۔ پہلے جے یو آئی (س) الگ ہوئی، بعدازاں جماعت اسلامی بھی مولانا فضل الرحمٰن کے رویے سے شاکی ہو گئی اور قاضی حسین احمد نے اسمبلی کو خیر باد کہہ دیا۔ اسمبلیوں کی مدت مکمل ہونے سے چند ماہ پہلے ایم ایم اے نے صوبہ سرحد میں حسبہ بل پیش کیا، جسے مرکزی حکومت اور عدلیہ نے مل کر غیر قانونی قرار دے دیا۔ آیئے، جائزہ لیں کہ پاکستان میں اسلامی جماعتیں نفاذ اسلام کے حوالہ سے کیوں ناکامی سے دوچار ہوتی رہیں۔

مذہبی سیاسی جماعتوں کو ہدف کے حصول کے لیے دو مراحل سے گزرنا ہوگا۔ پہلا مرحلہ یہ کہ وہ انتخابات میں کامیاب ہو کر مرکز میں اقتدار حاصل کریں اور صوبوں میں بھی انہیں مکمل اور جزوی کامیابی حاصل ہو۔ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ انتخابات میں کامیابی کے بعد ان کا اقتدار پر اتنا مضبوط کنٹرول ہو کہ اسلام دشمن قوتیں سر نہ اٹھا سکیں اور تمام سول اور فوجی ادارے صحیح معنوں میں ان کی اطاعت کریں۔ اولاً تو پہلا مرحلہ سر کرنا ہی ممکن نظر نہیں آتا۔ انتخابات میں ایسی کامیابی حاصل کرنا ان کے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ ایک دل جلے نے یہاں تک کہہ دیا کہ کوہ ہمالیہ کی جگہ ٹھاٹھیں مارتا سمندر وجود میں آ سکتا ہے لیکن اسلامی جماعتیں انتخابات میں کوئی فیصلہ کن کامیابی حاصل کریں یہ ممکن نظر نہیں آتا۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب اگر کوئی ایم ایم اے دوبارہ وجود میں آتا ہے تو پہلے جیسی کامیابی بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ لیکن فرض کیجیے، کوئی معجزہ رونما ہو جاتا ہے اور اسلامی جماعتیں مرکز اور صوبوں میں بامعنی اقتدار

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 جون 2013ء — جلد 22
یکم تا 7 شعبان المعظم 1434ھ — شمارہ 24

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو ان کی اقتدار پر گرفت اتنی مضبوط کسی صورت نہیں ہو سکتی کہ فوج' سول بیوروکریسی اور عدلیہ کو نکیل ڈال کر اسلامائزیشن کر سکیں۔ اس لیے کہ انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے مذہبی سیاسی جماعتوں کو بہت سے معاملات میں سمجھوتے کرنا پڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی اور مصر میں اسلامی جماعتیں انتخابات کے ذریعے کامیاب ہونے کے باوجود اسلامائزیشن کی طرف کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں کر سکیں۔ ترکی میں صرف شراب پر پابندی لگی ہے جس پر اینٹی اسلامک قوتوں نے طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا ہے۔ مصر میں صدر مرسی بھی اپنے چاروں طرف رکاوٹیں ہی رکاوٹیں دیکھ رہے ہیں اور وہ کسی طرح آگے بڑھنے میں کامیاب نہیں ہو رہے۔ ان دونوں اسلامی ممالک میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی تو بہت دور کی بات ہے، محض شرعی قوانین کا نفاذ بھی نہیں ہو سکا۔ پاکستان میں تو کہیں بڑھ کر مسائل ہیں۔ یہاں جنوبی پنجاب اور پورے دیہی سندھ میں جاگیرداری نظام نے انسانوں کو شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ فرقہ واریت ہے' ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں' برادری ازم ہے' جو کسی بھی نظریاتی جماعت کے لیے ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ پھر اقتدار حاصل کر کے سول بیوروکریسی اور فوج کو راہ راست پر لانا ہوگا' میڈیا کی یلغار سے بچنا ہوگا' لہٰذا انتخابات میں اسلامی جماعتوں کی نشستوں میں تھوڑی بہت کمی بیشی ہوتی رہے گی، اقتدار تک کسی صورت رسائی نہ ہو سکے گی۔

لہٰذا اسلامی جماعتیں اگر انتخابی اتحاد کی بجائے ایک مرتبہ انقلابی اتحاد کر لیں، اپنے کارکنوں کی تربیت کریں' انہیں حکم دیں کہ پہلے اپنے تن پر اسلام نافذ کرو' پہلے خود رزقِ حلال پر قناعت کرو' ہر قدم پر حلال اور حرام کی تمیز کرو' پھر میدان میں نکلو' پریشر گروپس بنا کر منکرات کے خلاف ڈٹ جاؤ۔ عدم تشدد کو بطور پالیسی اپناؤ۔ اگرچہ بالآخر باطل قوتیں آپ پر ٹوٹ پڑیں گی مگر اس صورت میں کامیابی ہی کامیابی ہے یعنی یا شہید یا غازی۔ اگر آپ باطل قوتوں کو مکمل طور پر شکست فاش دے کر اقتدار حاصل کرتے ہیں تو اسلام کے نفاذ اور فوری طور پر نفاذ کے حوالہ سے کوئی آپ کے راستے کا پتھر ثابت نہ ہوگا۔ اس لیے کہ قوت اور اقتدار اینٹی اسلامک قوتوں سے سمجھوتے کے نتیجہ میں نہیں بلکہ ان کی شکست فاش کے نتیجہ میں ملی ہوگی۔ یہ بات دہرانے کی شدت سے ضرورت ہے کہ انقلابیوں کو صرف شرعی سزائیں ہی نہیں اسلام کا پورا نظام عدل اجتماعی انقلابی انداز سے نافذ کرنا ہوگا۔ اس معاملہ میں تدریج اور مصلحت بینی کا مطلب ہوگا کہ آپ اسلام دشمن قوتوں کو دوبارہ منظم ہونے کا موقع دے رہے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ انتخابات میں حصہ لینے والی اسلامی جماعتیں اگر حصول ہدف کے حوالہ سے سنجیدہ اور مخلص ہیں تو انہیں اپنے طریق کار پر از سرِ نو غور کرنا ہوگا۔ اصولی بات یہ کہ فرد ہو یا جماعت کسی ہدف کو حاصل کرنے میں اسے یکسو اور پرعزم ہونا چاہیے۔ ہدف میں تبدیلی کسی صورت قابل قبول نہیں لیکن ہدف کو حاصل کرنے کے لیے ایک راستے سے اگر ناکامی ہو رہی ہو تو ہدف سے اخلاص کا تقاضا ہے کہ ذاتی یا جماعتی انا راستے میں حائل نہ ہو اور راستہ بدلنے کا سوچا جائے۔ اسلامی جماعتوں کی صورت حال یہ ہے کہ کل اسمبلی کی نشستوں کے نصف کے مساوی امیدوار بھی انہیں دستیاب نہیں ہوتے، لہٰذا سب ہی کامیاب ہو جائیں تب بھی اقتدار کا حصول ممکن نہیں۔ اسی لیے انہیں یہ طعنہ سننا پڑتا ہے کہ اسلامی جماعتوں کو اسلام نہیں اسلام آباد چاہیے۔ انقلابی راہ اختیار کرنے کے لیے اکثریت کا سوال نہیں ہوگا committed لوگ اقلیت میں بھی ہوں گے تو باطل نظام کا دھڑن تختہ کر سکتے ہیں۔ نظریاتی طور پر مخلص اور پرعزم شخص درجنوں افراد پر بھاری ثابت ہوتا ہے۔ آخر میں ہم دینی جماعتوں کے اکابرین کی خدمت میں فیض احمد فیض کا یہ شعر پیش کریں گے ؎

اب تم ہی کہو کیا کرنا ہے اب کیسے پار اُترنا ہے!

ہر نظریاتی جماعت اور کارکن کے دل و دماغ میں صرف پار اترنا رچ بس جانا چاہیے۔ ہر لمحہ ہر لحظہ یہی سوچ، یہی فکر دامنگیر ہونی چاہیے۔ لہٰذا کسی جائز اور معقول راستے کو اختیار میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

بیابہ مجلس اسرار

نفس کے خلاف جہاد

ہمارا دل ہمارے جسم کے اندر ہے اور اس جسم کے کچھ حیوانی تقاضے (animal instincts) ہیں۔ نفس امارہ بھی ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے۔ خواہشات بھی ہیں' شہوات بھی ہیں۔ اب جونہی ایمان دل میں داخل ہوا تو کشاکش شروع ہوگئی۔ ایمان کا تقاضا اور مطالبہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانو۔ دوسری طرف نفس کہہ رہا ہے کہ نہیں بلکہ میری مانو' میری خواہشات وشہوات پوری کرو۔ چنانچہ اب یہ کشاکش اور رسہ کشی شروع ہوگئی ؎

ایماں مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے' کلیسا مرے آگے!

یہی سب سے اہم' مرکزی اور بنیادی جہاد ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ اندر ایمان تو داخل ہو لیکن اس طرح کی جنگ اور کشاکش شروع نہ ہو۔ یا پھر وہ ایمان' حقیقی ایمان نہیں بلکہ مجرد دعوائے ایمان ہے' بالفاظِ دیگر ایمان کا خلا ہے۔ کیونکہ جونہی دل میں حقیقی ایمان آئے گا نفس امارہ' خواہشات اور شہوات کے خلاف جنگ شروع ہو جائے گی' ان کے ساتھ تصادم ہوگا۔ نتیجتاً یا ایمان کامیاب ہوگا یا پھر حیوانی داعیات (animal instincts) کامیاب ہوں گے۔ یہ جہاد کی اولین منزل ہے۔ اسی لیے اس کو اصل جہاد کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ)) (مسند احمد)

''سچا مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا''۔

(بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ''حقیقتِ ایمان'' سے ایک اقتباس)

میدان حشر کا ایک منظر اور

مومنین اور منافقین کا مکالمہ

سورۃ الحدید کی آیات 12 تا 15 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 31 مئی 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[خطبہ مسنونہ اور آیات قرآنی کی تلاوت کے بعد]

حضرات! سورۃ الحدید ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس کی ابتدائی گیارہ آیات کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ پڑھی گئی آیات میں سے ابتدائی چھ آیات ذات و صفات باری تعالیٰ کے حوالے سے قرآن حکیم کا جامع ترین مقام ہے۔ اگلی آیات میں مسلمانوں سے خطاب ہے اور انہیں جھنجھوڑا جا رہا ہے کہ تمہارے اندر یقین کی کمی کیوں ہے۔ جب تم نے اللہ کو رب مان لیا تو ہرچہ بادا باد۔ محمد رسول اللہ کو اللہ کا نمائندہ تسلیم کر لیا تو اب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے گریز کیوں ہے۔ دیکھو! یقین والا ایمان لاؤ اور اللہ کے راستے میں جان و مال خرچ کرو۔ یہ مال جو تمہارے پاس ہے تمہارا نہیں ہے، اللہ کا ہے۔ یہ تمہارے پاس اس کی امانت ہے۔ اسی طرح یہ جان بھی تمہارے پاس اللہ کی امانت ہے۔ اگر مومن ہو تو انہیں اللہ کے راستے میں کھپاؤ۔ آنحضور ﷺ کی تربیت اور صحبت کے فیض سے صحابہ کرام ؓ کو یہ بات سمجھ میں آ چکی تھی۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ شہادت کا مرتبہ کیا ہے۔ وہ یہ بھی حقیقت جان چکے تھے کہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ اصل گھر آخرت ہے۔ لہٰذا وہ ان آیات کا عملی نمونہ بنے بلکہ عمل کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ انہوں نے اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے اپنا تن من دھن نچھاور کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا جہاں پسینہ گرا وہاں وہ اپنا خون بہانا سعادت سمجھتے تھے۔ وہ منتظر رہتے تھے کہ کب موقع آئے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنی گردن کٹا دیں۔ انہیں یہ بات سمجھ آ گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا مشن غلبہ دین حق ہے، اور اللہ نے جہاد و قتال کا حکم اسی لئے دیا ہے، تاکہ فتنہ کا خاتمہ ہو اور دین کے اللہ کے لئے خالص ہو جائے۔ لہٰذا وہ ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔

فتنہ کیا ہے؟ اللہ کی زمین پر غیر اللہ کی حاکمیت کے اصول پر مبنی نظام۔ یہ زمین اللہ کی ہے، اس پر حاکمیت کا حق بھی اُسی کا ہے۔ لہٰذا جو شخص یا گروہ اللہ کے حق حاکمیت کی بجائے اپنی حاکمیت چاہتا ہے وہ درحقیقت فتنہ برپا کرتا ہے، اور مالک حقیقی کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔ لہٰذا حکم ہے کہ فتنہ و بغاوت کے خلاف قتال کیا جائے تا آنکہ فتنہ و فساد ختم ہو جائے اور دین، نظام اطاعت کُل کا کُل اللہ کے لئے ہو جائے۔ صحابہ کرام ؓ نے فتنہ کے خاتمہ اور دین کے غلبہ کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو ان لوگوں میں ایسے بھی تھے جن کی ایمان کی کیفیت وہ نہیں تھی جو مطلوب ہے۔ دنیا کی محبت ان کے اندر سے ابھی نکلی نہیں تھی۔ لہٰذا انہیں جھنجھوڑا جا رہا ہے کہ تمہیں کیا ہوا کہ اللہ پر یقین قلبی نہیں رکھتے، اور اللہ کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے۔ یوں تو زمین و آسمان کی ہر شے اللہ کی میراث ہے، لیکن اگر تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اس کے دین کے غلبہ کے لئے مال لگاؤ گے تو یہ گویا اللہ کو قرض دینے کے مترادف ہو گا اور اِس پر تمہیں بڑے اجر سے نوازا جائے گا۔

اب آیت 12 اور مابعد میں آخرت کا نقشہ آ رہا ہے۔ دنیا میں تو ہر طرح کے لوگ مسلمان معاشرے میں شامل تھے۔ اس معاشرے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ بھی تھے جو انبیاء و رسل کے بعد سب سے بلند رتبہ رکھتے ہیں۔ جن کو آپ ﷺ نے ان لوگوں میں شامل فرمایا جن کے ایمان کی روشنی مدینہ سے صنعا تک جائے گی۔ پھر یہاں حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ اور حضرت علی ؓ اور عشرہ و مبشرہ اور دیگر صحابہ کرام ؓ بھی ہیں جن کے ایمان کی کیفیت کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف اسی معاشرے میں عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی بھی تھے جو بظاہر مسلمانوں کی صفوں میں شامل تھے اور انہیں مسلمان سمجھا جاتا تھا مگر وہ اسلام کی جڑیں کاٹنے کے درپے رہتے تھے۔ اِن دونوں کے درمیان معاشرے میں کچھ کچے پکے مسلمان بھی تھے جو ایمان تو لائے تھے، انہوں نے کلمہ پڑھ لیا تھا، مگر اندر یقین قلبی کی کمی تھی۔ دنیا میں ہر طرح کے مسلمان اسلامی معاشرے کا حصے ہیں، اور قانونی اعتبار سے انہیں مسلمانوں کے تمام حقوق حاصل ہیں، مگر آخرت میں چھانٹی ہو جائے گی۔ یہاں اسی چھانٹی کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔ فرمایا:

﴿ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ ﴾ (الحدید: 12)

”جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے۔“

یہاں ”یوم“ سے مراد میدان حشر کا کوئی مرحلہ ہے۔ میدان حشر کے بہت سے مراحل ہیں۔ جو شخص بھی دنیا میں پیدا ہوا، اسے ان مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ انہی مراحل میں ایک مرحلہ وہ ہے جس کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ یہ غالباً وہ مرحلہ ہے جسے ہم پل صراط کے حوالے سے جانتے ہیں۔ ایک ہی گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو گا اور تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک راستہ ہو گا۔ اس سے ہر آدمی کو گزرنا ہو گا۔ اس راستے سے اچھے اہل ایمان خیریت سے گزر جائیں گے، اس لئے کہ ان کا

نور ان کے سامنے ہوگا اور داہنی طرف ہوگا۔ ایمان ایک نور ہے۔ دنیا میں ہمیں وہ نور محسوس نہیں ہوتا۔ آخر میں ایمان کی نورانیت ظاہر ہو جائے گی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ ''شاید ایمان کی روشنی جس کا محل قلب ہے آگے ہو اور عمل صالح کی داہنے، کیونکہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں۔ جس درجہ کا کسی کا ایمان ہوگا اسی درجہ کی روشنی ملے گی اور غالباً اس امت کی روشنی اپنے نبی ﷺ کے طفیل دوسری امتوں کی روشنی سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی۔''

﴿بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۱۲)﴾

''تم کو بشارت ہو (کہ آج تمہارے لئے) باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔''

اہل ایمان سے کہا جائے گا کہ آج تمہیں جنت کی خوشخبری ہے، جنت وہ کہ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ تم اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ یہ ہے اصل کامیابی جو تمہیں ملی ہے۔ جنت کی نعمتوں کا تذکرہ پہلے بھی ہو چکا ہے۔ حدیث کے مطابق یہ وہ نعمتیں ہیں جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے ان کا تذکرہ سنا اور نہ کسی کے تصور ہی کی رسائی ان تک ہو سکتی ہے۔ جنت کا قیام دائمی ہوگا۔ دنیا میں انسان کو جو نعمتیں ملتی ہیں وہ ایک محدود وقت تک کے لئے ہوتی ہیں مگر آخرت میں ایسا نہ ہوگا۔ وہاں جو نعمتیں اور آسائشیں میسر آئیں گی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوں گی۔ جنت کے ذکر کے بعد فرمایا کہ یہ ہے عظیم کامیابی۔ اصل کامیابی یہ ہے کہ آدمی آخرت کی زندگی میں کامیاب ہو جائے۔ نار جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر لیا جائے۔ دنیا میں آدمی دولت کے اعتبار سے خواہ قارون اور بل گیٹس کے مقام کو پہنچ جائے، اختیار و اقتدار کے معاملے میں فرعون بن جائے، مگر پھر بھی وہ ہرگز کامیاب نہیں ہے۔ حقیقی کامیابی صرف اور صرف آخرت کی کامیابی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ یہ ہے عظیم کامیابی! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اُخروی کامیابی عطا فرمائے، اور ہمارے ذہنوں میں یہ بات راسخ فرما دے کہ اصل کامیابی دنیا کی نہیں آخرت کی ہے۔

اسلامی تحریک کے کارکنوں کی یہ بڑی خواہش ہوتی ہے کہ انہیں دنیا میں اپنی کاوشوں کا پھل ملے اور اللہ کا دین غالب ہو۔ یقیناً دنیا میں اسلام کا غالب ہونا کامیابی ہے مگر اہل ایمان کا مقصود آخرت کی کامیابی ہونا چاہیے۔

آگے فرمایا:

﴿يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا﴾

''اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف (نظر) شفقت کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں، تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو۔''

سچے اہل ایمان تو اپنے آگے اور داہنے طرف کے نور ایمان کے ساتھ آگے بڑھ جائیں گے، منافقین پیچھے رہ جائیں گے۔ منافقین ایک تو وہ تھے جنہوں نے محض اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، وہ دل سے ایمان لائے ہی نہیں تھے بلکہ ایک سازش کے تحت مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہوئے تھے۔ دوسرے وہ لوگ تھے جو ایمان تو لائے تھے مگر پھر ان پر دنیا اور مال و اولاد کی محبت اس قدر غالب آئی کہ دین کے عملی تقاضوں سے گریز کرتے رہے۔ قرآن کہتا ہے کہ ان کے دلوں میں ایک روگ ہے، یہ روگ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آدمی اللہ کو رب اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر آمادہ نہ ہو۔ جب یہ کیفیت راسخ ہو جاتی ہے تو ایمان زائل ہونا شروع ہو جاتا ہے اور نفاق بڑھنے لگتا ہے۔ یہ بیماری دیمک کی طرح ایمان کو چٹ کر جاتی ہے۔ بہرکیف منافقین نور ایمان سے محروم ہوں گے اور پیچھے سے اہل ایمان کو آواز دے رہے ہوں گے کہ ذرا ٹھہرو، ہم بھی تمہاری روشنی سے فائدہ اٹھا لیں، ہمیں بھی موقع دو۔ ان کے جواب میں کہا جائے گا کہ واپس دنیا میں لوٹ جاؤ۔ وہاں پر اپنا یہ نور حاصل کرو۔ یہ دولت یہاں نہیں ملے گی۔

﴿فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (۱۳)﴾

''پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔

پریس ریلیز 7 جون 2013ء **حافظ عاکف سعید**

امریکہ اسلام اور پاکستان کا دشمن ہے
نئے حکمرانوں کو اس سے چوکنا اور ہوشیار رہنا ہوگا

پاکستان کی نئی حکومت برما کے مظلوم مسلمانوں کو ظلم و جبر سے رہائی دلانے کے لئے خود بھی کوئی عملی قدم اٹھائے اور دوسرے مسلمان حکمرانوں کو بھی اس طرف متوجہ کرے

نومنتخب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف مسبب الاسباب ذات اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں تو وہ اسباب فراہم کر دے گا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ اللہ ہی کا اختیار ہے کہ کسے حکومت دے اور کس سے چھین لے۔ اسی وزیراعظم ہاؤس سے محمد نواز شریف ایک قیدی کی حیثیت سے گرفتار کئے گئے تھے، جس میں آج وہ حکمران بن کر داخل ہوئے ہیں۔ اللہ انسانوں پر دن بدلتا رہتا ہے۔ لہٰذا اُنہیں اس اللہ کو راضی رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے جو حقیقی حکمران ہے اور حقیقی بادشاہ گر ہے۔ اُنہوں نے امریکیوں کی پاکستان پے در پے آمد کے حوالے سے کہا کہ امریکہ اسلام اور پاکستان کا دشمن ہے لہٰذا نئے حکمرانوں کو اس سے چوکنا اور ہوشیار رہنا ہوگا۔ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے میانمار میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان حکمران اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے اور اُنہیں اِس ظلم و ستم سے بچانے کی کوئی حقیقی اور عملی کوشش نہیں کر رہے۔ اُنہوں نے پاکستان کی نئی حکومت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ برما کے مسلمانوں کے لئے خود بھی کوئی عملی اقدام کریں اور دوسرے مسلمان حکمرانوں کو بھی اس طرف متوجہ کریں، تاکہ انہیں ظلم و ستم سے نجات دلائی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری بے حسی کی وجہ سے دنیا بھر میں مسلمان کا لہو پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ جو اس کی جانب اندرونی ہے اس میں تو رحمت ہے اور جو جانب بیرونی ہے اس طرف عذاب (واذیت) ہے۔"

یعنی مومنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر کے چھانٹی کر دی جائے گی۔ دیوار میں ایک دروازہ ہوگا، جس کے ایک طرف اللہ کی رحمت ہوگی جو سچے اہل ایمان کے لئے ہوگی۔ اور دوسری طرف عذاب ہوگا، جو باہر رہ جانے والے منافقین کے لئے ہوگا۔ آج دنیا میں بھی مسلمانوں کے اندر تقسیم ہو رہی ہے، جس کے مطابق دنیا میں دو طرح کے مسلمان ہیں: بنیاد پرست اور روشن خیال! (چھانٹی کا جو عمل دنیا میں ہوتا ہے، اس کی فائنل اور حتمی شکل دجال کی آمد پر سامنے آئے گی۔)

﴿ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ط ﴾

"تو منافق لوگ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے۔"

منافقین، مومنین و صادقین سے کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ مسلم معاشرے میں شامل نہ تھے؟ کیا ہم کلمہ گو نہ تھے؟ کیا تمہاری طرح ہم بھی نماز نہ پڑھتے تھے؟ روزے نہ رکھتے تھے؟ حج نہ کرتے تھے؟ کیا تمہارے ساتھ ہمارے شادی بیاہ اور رشتہ داری کے تعلقات نہ تھے۔ پھر آج ہمارے اور تمہارے مابین یہ جدائی کیسی پڑ گئی؟

﴿ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (١٤) ﴾

"وہ کہیں گے کیوں نہیں تھے۔ لیکن تم نے خود اپنے تئیں بلا میں ڈالا (اور ہمارے حق میں حوادث کے منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور (لاطائل) آرزوؤں نے تم کو دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور اللہ کے بارے میں تم کو (شیطان) دغاباز دغا دیتا رہا۔"

اہل جنت کہیں گے، یقیناً جو تم کہتے ہو صحیح کہتے ہو، تم ہمارے ساتھ تھے، مگر تمہارا مسئلہ یہ تھا کہ تم نے مسلمان ہو کر بھی یقین کو اپنے اندر نہیں بٹھایا۔ تم دعویٰ اسلام کا کرتے تھے، مگر لذات و شہوات میں پڑ کر عملاً نفاق کا راستہ اختیار کیا۔ ایمان سے لے کر نفاق تک کے سفر کے لئے یہاں چار الفاظ آئے ہیں۔ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ، تَرَبَّصْتُمْ، اِرْتَبْتُمْ، غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ۔ نفاق کی ابتدا اس سے ہوئی کہ تم نے اپنے آپ کو فتنوں میں مبتلا کیا۔ فتنہ آزمائش کو کہتے ہیں۔ قرآن حکیم نے مال اور اولاد کو فتنہ (آزمائش) قرار دیا ہے۔ دنیا میں ہر شخص کی آزمائش ہو رہی ہے۔ آزمائش کا بڑا ذریعہ مال اور اولاد کی محبت ہے۔ مال اولاد کے معاملے میں انسان اکثر دوراہے پر آن کھڑا ہوتا ہے۔ ایک طرف دین کے تقاضے اور تعلیمات ہوتی ہیں۔ دوسری طرف مال و اولاد کی محبت اپنی جانب کھینچتی ہے۔ دنیا پرستی، دنیا میں آگے نکلنے کی فکر بے قرار رکھتی ہے۔ دین یہ کہتا ہے کہ مال و دولت، اکتساب معاش کے لئے تمہیں جائز راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ دوسری طرف دنیا پرستی مجبور کرتی ہے کہ جیسے بھی مال آتا ہے حاصل کرو، تا کہ تمہارا معیارِ زندگی بہتر ہو، بچوں کی تعلیم، پرتعیش رہائش اور آسائشوں کا انتظام کیا جاسکے۔ بچوں کو اعلیٰ مقام دلانا ہے، اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم دلانا ہے۔ ہر شخص کو یہی فکر ہے۔ یہ فکر نہیں کہ اولاد کی اچھی تربیت کریں جو والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے تا کہ وہ آخرت کے عذاب سے بچ سکے۔ مروجہ دنیاوی تعلیم تو دین و ایمان کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔ بہرکیف جنتی کہیں گے یہ مال و اولاد وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کے فتنوں میں تم نے اپنے آپ کو مبتلا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے تمہاری آزمائش کر رہا تھا، اور تم اس آزمائش میں ناکام ہو گئے۔ منافقت کی دوسری سٹیج تذبذب اور گومگو کی کیفیت ہے۔ تم گومگو کی کیفیت میں آ گئے۔ راہ حق پر چلیں یا نہ چلیں، تم یہی سوچ کر بے عملی کا شکار رہے۔ نفاق کی تیسری سٹیج یہ ہے کہ تم شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے۔ ایمان کے اندر شک کا کانٹا چبھنے لگا۔ دنیا میں تمہارے کرتوتوں کے سبب جب تم کو کوئی نقصان نہ پہنچا تو یہ سمجھنے لگے کہ اگر ہم اسلام کے خلاف چلیں، اہل اسلام کے خلاف اقدامات اور سازشیں کریں تو ہمیں کچھ نہ ہوگا۔ بدبخت یہود بھی حضور ﷺ کی محفلوں میں آ کر گستاخی کرتے تھے اور پھر مطمئن ہوتے تھے کہ ہماری زبان پر چھالا نہیں پڑا۔ دراصل اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے، فوراً نہیں پکڑتا۔ اس سے منافقین کے اندر جو تھوڑا بہت ایمان ہوتا ہے وہ بھی زائل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ آخرت پر یقین ختم ہو جاتا ہے۔ نفاق کی چوتھی سٹیج جھوٹی خواہشات کے دھوکے میں پڑنا ہے۔ اہل جنت کہیں گے کہ تمہاری جھوٹی خواہشات نے تمہیں دھوکے میں رکھا۔ یہود بھی جھوٹی خواہشات میں مبتلا تھے۔ سرمایہ دار طبقہ کی (جس کے ایک نمائندہ کردار کا ذکر سورۃ الکھف میں آتا ہے) سوچ یہی ہوتی ہے کہ اول تو آخرت ہوگی ہی نہیں۔ اگر ہوئی بھی تو اللہ ہمیں دنیا سے بھی بہتر آخرت میں دے گا۔ آخر ہمارے اندر کوئی ہنر ہے، تبھی یہ مال و دولت ہمیں ملا ہے۔ بعض صوفی اور ملنگ قسم کے درویش بھی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو جہنم میں ڈال کر کیا کرے گا۔ یہ سارے تصورات امانی کے ذیل میں آتے ہیں۔ قرآن نے ان کے بارے میں انسان سے فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (٦) ﴾ (سورۃ الانفطار) "اے انسان تجھے کس چیز نے رب کریم کے معاملے میں دھوکے میں ڈالا۔" بہرکیف جنتی کہیں گے کہ تم یونہی فتنہ میں اور حالت انتظار میں پڑے رہے، دھوکے میں پڑے رہے، امانی اور خواہشات کے اسیر رہے۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا یعنی مہلت عمر ختم ہو گئی، اور موت آن پہنچی۔ افسوس کہ اللہ کے معاملے میں تمہیں دھوکے باز یعنی شیطان نے دھوکے میں ڈالے رکھا۔ تم اس کی چالبازیوں کو نہ سمجھ سکے۔

آگے فرمایا:

﴿ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ط هِيَ مَوْلٰىكُمْ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (١٥) ﴾

"تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے (کہ) وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے۔"

جنتی کہیں گے کہ آج کے دن تم سے کوئی فدیہ بھی قبول نہیں ہوگا۔ دنیا میں انسان رقم دے کر اپنے آپ کو نقصان سے بچا لیتا ہے، مگر آخرت میں دے دلا کر چھوٹنے کا کوئی امکان نہیں۔ اور نہ کافروں سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ دنیا میں جو مسلمان سمجھے جاتے تھے، مگر منافق تھے، ان کا نور ایمان تو بداعمالیوں اور دینی تقاضے سے گریز کے سبب تو ختم ہو چکا تھا۔ لہٰذا آخرت میں نور سے محروم رہے۔ ان کا انجام کافروں کے ساتھ ہوگا۔ منافقین کی طرح کافروں سے بھی کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ دنیا میں تو منافقین مسلمانوں کی صفوں میں شامل سمجھے جاتے تھے۔ مگر آخرت میں منافق اور کافر ایک ساتھ ہوں گے۔ دونوں کا انجام بہت ہولناک ہوگا۔ جہنم کی دہکتی آگ میں ڈالے جائیں گے، جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نار جہنم سے بچائے اور جنت میں داخل فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆☆☆

کڑے فیصلوں کا چیلنج

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

نئی حکومت کی آمد کے آثار کے طور پر 12 سالوں میں بڑی محنت سے بھلایا گیا 'یوم تکبیر' جھاڑ پھونک کر، رنگ روغن کر کے تازہ کرنے کی سعی کی گئی۔ یہ آزاد، خودمختار اور سربلند مسلم پاکستان کی ایک خوبصورت علامت تھی۔ اس کا منایا جانا تازہ ہوا کا ایک خوشگوار جھونکا تھا۔ تاہم (بارہ سال غلامی کے عادی، عزت نفس سے محروم کر دیے جانے کی بنا پر) یہ امر افسوسناک اور حیرت انگیز تھا کہ نجی چینلز نے بالعموم حد درجہ جھینپتا ہوا، شرمساری سے پُر رویہ اپنایا۔ کھویا ہوا اعتماد بحال کرنے، احساس تفاخر (جواب معدودے چند چیزوں ہی میں رہ گیا ہے) اجاگر کرنے کی بجائے بجلی کے طعنوں کے کرنٹ مار مار کر چاغی کے پہاڑوں کو دھندلانے پر کمربستہ رہے۔ بہتر مستقبل کی امید، نوید کی جگہ مرثیہ خوانی کو شعار بنائے رکھا۔ ''یوم تکبیر'' اینکروں اور پروگرام کاروں کے ہاں نہ اگلے بن پڑ رہا تھا نہ نگلے! گزشتہ بارہ سال ایٹمی قوت ہونے کے حوالے سے قوم کو احساس جرم دیا گیا، بانیوں اور سائنس دانوں سمیت۔ یہ دن بھلایا گیا۔ ایٹمی قوت سے جان چھڑانے کی بھی کوشش کامیاب ہو جاتی اگر عوام کی حساسیت کی شدت کا اندیشہ نہ ہوتا۔ یہ طول، طویل تذکرہ اس بنا پر ہے کہ یہ 12 سالہ بھیانک ماضی سے نکل کر آزاد پاکستان کے شعائر میں سے ایک تھا۔ دوسرا مسئلہ ڈرون حملوں، جنگ سے چھٹکارا اور طالبان سے مذاکرات کا تھا۔ ان نکات پر نواز شریف اور عمران خان یکساں مؤقف کے حامل تھے (اور یہی ان کے ووٹ بینک کا اہم ترین عنصر بھی تھا)۔

تین پارٹیوں کا مسترد کیے جانا بھی عین انہی نکات کی بنا پر تھا۔ تاہم یہ عجب المیہ رہا کہ عین انتخابات سے پہلے فوجی قیادت نے بالکل متضاد رائے ''ہماری جنگ'' کا پُرزور بیان دیا۔ دوسری جانب دونوں منتخب لیڈروں کے واشگاف اعلان کے باوجود (گولی اور بندوق سے مسائل حل نہیں ہوتے) جنگ میں الجھے رہنے والے امریکہ دوست مؤقف کو آرمی چیف نے پھر دہرایا۔ اس پورے عرصے میں عوامی مینڈیٹ کے مظہر لیڈروں کی پالیسی کے برعکس ڈرون پورے وزیرستان میں بلاتعطل چوبیس گھنٹے کی بنیاد پر دندناتے رہے۔ مسئلہ صرف ڈرون حملوں کا نہیں۔ سیاسی قیادت کو یہ باور کرنا پڑے گا کہ غیرملکی ڈرون پاکستان کی فضائی حدود روند کر ایک پورے خطے کی آبادی کی نجی زندگی کے حق کی پامالی کرتے ہیں۔ Privacy میں دخیل ہوتے ہیں۔ چادر چاردیواری کی دھجیاں بکھیرتے ہیں۔ نیو اڈا (Nevada) میں ویڈیو گیمز کی طرز پر کیمرے کی آنکھ سے چوبیس گھنٹے قبائلی حیادار، غیرت مند معاشرے کی عفت مآب عورتوں، بچیوں کو امریکی سپاہی بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ تصویر کشی کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ خود امریکی عوام اپنے ہاں نگرانی کے لیے اسی بنیاد پر ڈرونز کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ ان کی نجی زندگی میں دخیل ہوں گے، حالانکہ حیا ان کے ہاں سرے سے کوئی ایشو ہی نہیں ہے۔ ایسے میں ڈرونز کے خلاف پوری انتخابی مہم میں آواز اٹھائی گئی جبکہ دوسری جانب پوری ڈھٹائی سے وزیرستان مسلسل ڈرونز تلے سسکتا، جھینپتا رہا۔ یہاں تک کہ پھر نئی حکومت کے لیے ایک چیلنج کے طور پر امریکی ایلچی کی آمد کی صبح، حملہ کر کے طالبان قیادت کے اس شخص کو نشانہ بنایا گیا جو مذاکرات کا سب سے بڑھ کر مؤید تھا۔ وہ لاشوں کے ٹکڑے سمیٹتے رہے اور ہم امریکی آقا کی میزبانی میں مصروف رہے۔ نشانے پر ولی الرحمان نہیں، مذاکرات اور امن تھا۔ لگے ہاتھوں 50 لاکھ ڈالر سر کی قیمت بھی بھاگتے چور کی لنگوٹی کے مترادف تھی۔ پرویز مشرف تو ڈرتا ورتا نہیں تھا، لہٰذا رقوم کی وصولی کے اعتراف برملا کیے۔ یہ 'نئے پاکستان' کے خواب گہنانے کا عمل ہے۔ نتیجہ حملہ کرنے اور کروانے والوں کی ضرورت اور توقع کے عین مطابق ہے۔ طالبان نواز شریف یا عمران خان کی سطح کے لیڈر کو مار ڈالیں اور جواباً خیر کی توقع رکھیں؟ لہٰذا جواب حسب توقع ہر قسم کے مذاکرات سے ہاتھ اٹھانے اور بدلہ چکانے کا آیا۔ لہٰذا 'ہماری جنگ' جاری رہے گی! یہ حملہ آپ کی جمہوریت اور عوامی مینڈیٹ پر ہوا ہے۔ اوقات یاد دلائی ہے، اسی تنخواہ پر کام کرتے رہنے کا بلند آہنگ، دھماکہ خیز پیغام ہے۔ ولی الرحمٰن جیسی قیادت کو نشانہ بنانے سے انتقام، انتشار اور انارکی پھیلتی ہے۔ یہی امریکی تحائف ہیں۔ تحریک انصاف اور مسلم لیگ (ن) اس سانحے سے صرف نظر کر کے مستحکم پالیسی کی بنیاد نہیں رکھ سکتیں۔ اے این پی اور پیپلز پارٹی کا صفایا ان کے سامنے سامان عبرت کے طور پر موجود ہے۔ امریکہ کو راضی رکھنے کی بھاری قیمت انہیں چکانی پڑی۔ بولڈ فیصلوں کی ضرورت ہے۔ جس پر ان دونوں پارٹیوں کے ساتھ جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام کو بھی مضبوط مؤقف اور مکمل یک جہتی کا اظہار کرنا ہوگا۔ قوم بہت بھاری قربانیاں اس نامراد جنگ میں دے چکی۔ غریب سپاہیوں کو کب تک 'چڑھ جا بیٹا سولی رام بھلی کرے گا' کی شہ دے دے کر اس کی بھینٹ چڑھایا جاتا رہے گا؟ خیبر پختونخوا کے طول و عرض میں کب تک آگ بھڑکتی رہے گی؟ وہاں کے عوام جس سلوک کا سامنا کر رہے ہیں اب برملا وہ پاکستان اور فاٹا، پاٹا کو اسرائیل اور فلسطین سے تشبیہ دینے لگے ہیں۔

ایک فیصد پالیسی ساز طبقہ محفوظ عشرت کدوں میں بیٹھ کر فیصلے کرتا، امریکیوں کے ساتھ دعوتیں اڑاتا اور بیان داغتا ہے۔ نتائج بمباریوں، بم دھماکوں کی صورت عوام الناس کا مقدر بنتے ہیں۔ عمران خان کو عوام نے خیبر پختونخوا میں مینڈیٹ دیا ہے کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ ''پاکستان کے اندر کسی فوجی آپریشن کی کوئی گنجائش نہیں۔'' اور یہ کہ ''ہم ڈرون مار گرائیں گے۔'' قیادتوں پر یہ وعدے قرض ہیں۔ پاکستان کی فضاؤں کی بے حرمتی برداشت کیے چلے جانے اور تھیٹر کے تیار شدہ سکرپٹ کی طرح رسمی مذمتی بیان جاری کر کے عوام کو دھوکہ دینے کا وقت گزر چکا۔ حسب سابق ہماری مخبری پر حملہ اور پاکستانی حکام کی تصدیق اس ڈرون حملے کی وہی پرانی کہانی دہرا رہی ہے۔ صرف قرار دادیں، مذمتی بیان پاس کر کے اب عوام بہلائے نہیں جا سکتے۔ اس پر مضبوط مستحکم' دوٹوک مؤقف، حکومت سنبھالتے ہی سامنے آنا اور عملی اقدامات کرنا ناگزیر ہے۔ (باقی صفحہ 11 پر)

حقوق العباد

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

شرکاء: انجینئر نوید احمد، اعجاز لطیف

میزبان: وسیم احمد

سوال : آج ہمیں حقوق العباد کے حوالے سے گفتگو کرنی ہے، لہٰذا پہلے آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق بتا دیں؟

نوید احمد : دین اسلام کی تعلیمات میں دو طرح کے احکامات ہیں۔(1) حقوق اللہ (2) حقوق العباد۔ حقوق اللہ ظاہر ہے وہ اعمال ہیں جن کی بجا آوری اللہ کا حق ہے۔ ان اعمال کے کرنے یا نہ کرنے سے بندوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا، جبکہ حقوق العباد وہ اعمال ہیں جن کا تعلق بندوں سے ہے۔ نماز، روزہ، قربانی، حج وغیرہ حقوق اللہ میں شامل ہیں۔ زکوٰۃ اور معاشرت کے احکام مثلاً قرابت داروں، پڑوسیوں کے حقوق وغیرہ حقوق العباد کہلاتے ہیں۔ حقوق اللہ کی ادائی میں کوتاہی کبیرہ گناہ ہے۔ حقوق اللہ سے متعلق فرائض توبہ سے معاف ہوں گے یا ان کی قضا ادا کرنا ہوگی۔ ویسے یہ اللہ کا اختیار ہے کہ وہ اپنے حقوق میں سے جس حق کو چاہے معاف فرما دے گا۔ حقوق العباد کی معافی اس وقت تک نہ ہوگی جب تک اس بندے کا حق ادا نہ کر دیا جائے جس کی حق تلفی کی گئی یا جب تک وہ بندہ خود معاف نہ کردے۔ بعض حقوق اللہ کے فائدے ضمنی طور پر بندوں کو بھی ہوتے ہیں۔ جیسے قربانی اللہ کے لیے کی جاتی ہے، لیکن اس کا گوشت بندوں میں تقسیم کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح نماز با جماعت کے بھی معاشرتی فوائد ہیں۔ تاہم قربانی یا نماز کی ادائی اللہ ہی کا حق ہے اور ان کی ادائی میں صرف اللہ کی رضا کی نیت سے ہونی چاہیے۔

سوال : ہمارے دین میں والدین کے حقوق کا ذکر بڑے پرزور انداز میں ہے، ایسا کیوں ہے؟ پھر کیا والد اور والدہ دونوں کے حقوق مساوی ہیں یا ان میں بھی فرق ہے؟

اعجاز لطیف : اللہ ہمارا خالق و مالک ہے۔ اس دنیا میں ہمارے آنے کا ذریعہ اس نے والدین کو بنایا ہے۔ اس لیے اللہ نے قرآن حکیم میں پانچ مقامات پر تکرار کے ساتھ اپنا حق بیان کرنے کے ساتھ والدین کے حقوق کی ادائی کی تاکید کی ہے۔ ایک بات جو ہم مسلمانوں میں غلط طور پر بیان کی جاتی ہے کہ حقوق اللہ ادا ہوں یا نہ ہوں، اللہ معاف فرما دے گا اصل فکر حقوق العباد کی ہونی چاہیے اس لئے کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے۔ دیکھیے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سب سے پہلے اپنا حق بیان فرمایا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا: ﴿وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ ’’اور تمہارے پروردِگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔‘‘ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی اپنے حقیقی خالق و مالک کا حق ہی نہ مانے تو اس کا حقوق العباد کے ماننے کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ کیونکہ حقوق العباد کی ادائی اگر اپنے مفادات کے تحت ہے تو وہ قابل قبول نہیں۔ حقوق العباد کی ادائی بھی رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہونی چاہیے۔ حقوق العباد کا تعین اور ان کی ادائی کی حدود و قیود بھی اُسی اللہ کی طے کردہ ہیں۔ لہٰذا اپنے حقیقی محسن کا حق پہچانے بغیر حقوق العباد کی ادائی ممکن ہی نہیں۔ اسی آیت میں اللہ نے اپنا حق بیان کرنے کے فوراً بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○﴾ ’’اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔‘‘ انسان کے لئے سب سے زیادہ قابل احترام ہستی والدین ہیں۔ ان کی ہر بات پورا کرنے کا حکم ہے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں۔ والد اور والدہ کے حقوق کی ادائی میں توازن کی صورت کیا ہو؟ اس ضمن میں گھر کے سربراہ کی حیثیت اللہ نے والد کو دی ہے۔ اس اعتبار سے حق اطاعت میں والد مقدم ہے جبکہ حق خدمت میں والدہ مقدم ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ نے دونوں ہستیوں کے حقوق میں توازن رکھا ہے۔ ہم اس میں اُونچ نیچ اپنی سمجھ کے اعتبار سے کرتے ہیں۔

انجینئر نوید احمد : بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے دینی تعلیمات کے حوالے سے ایک بات واضح فرمائی ہے کہ اسلامی احکامات کا ایک قانونی پہلو ہوتا ہے اور ایک اخلاقی پہلو ہوتا ہے۔ مثلاً مقتول کے ورثاء چاہیں تو قاتل کو معاف کر سکتے ہیں، یہ اخلاقی پہلو ہے۔ جبکہ قانونی پہلو یہ ہے کہ قصاص لیا جائے۔ والدین کے حقوق میں توازن کی صورت یہ ہے کہ قانونی اعتبار سے والد کو اہمیت دی گئی ہے اور گھر یا خاندان میں اس کی مرضی چلے گی۔ جبکہ اخلاقی اعتبار سے والدہ کے حق کو فوقیت دی گئی ہے۔

سوال :زوجین کے اختیار اور دائرہ کار کے حوالے سے بتائیے کیا عورت اسلامی معاشرے میں دوسرے درجے کی شہری ہے؟

انجینئر نوید احمد : بلاشبہ اللہ نے خاندان کے نظام میں انتظامی حوالے سے ایک ڈسپلن پیدا کرنے کے لیے مرد کو سربراہ بنایا ہے، جس کا اظہار اس اِرشاد ربانی میں ہوا: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ﴾ ’’مردوں کو خواتین پر قوام (نگران) بنایا گیا‘‘۔ مرد کو یہ فضیلت خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے اس لیے دی گئی کہ وہ خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہوتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد حاکم بن کر اپنی بیوی کے ساتھ رعایا جیسا سلوک کرے بلکہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ بڑی محبت کے ساتھ، اچھے ماحول میں گھر کا نظام چلائے۔ اپنی بیوی کو مشوروں میں شریک رکھے۔ ظاہر ہے اختلاف کی صورت میں نظام چلانے کے لیے کسی ایک کو فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہونا چاہیے۔ اللہ نے اسی لیے قوامیت کا درجہ خاندان کے یونٹ میں مرد کو عطا کیا ہے، جبکہ قرآن میں اچھی بیویوں کی صفات یہ بیان ہوئی ہیں کہ وہ اپنے شوہر کی تابع فرمان، اس کے رازوں، مال اور اولاد کی محافظ ہوتی ہیں۔ اسلام میں بیوی کی ذمہ داری اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری ہے، اور شوہر کی ذمہ داری اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور اس کے حقوق کا خیال رکھنا، اسے خوشگوار ماحول میں زندگی گزارنے کے حوالے سے جائز ضروریات اور سہولیات فراہم کرنا ہے۔ اسلام میں حقوق و فرائض کا حسن یہ ہے کہ ایک فریق کے فرائض دوسرے کے حقوق ہوتے ہیں۔ بہر حال حقوق و فرائض کی ادائی میں کوئی پہلے یا دوسرے درجے کا شہری نہیں بنتا۔

سوال : قرآن حکیم میں مال و اولاد کو فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ یہاں فتنہ سے کیا مراد ہے؟

انجینئر نوید احمد : قرآن حکیم میں ’’فتنہ‘‘ کا لفظ مال اور اولاد کے لیے آیا ہے، جبکہ بیویوں اور اولادوں کے حوالے سے ارشادِ ربانی ہے کہ ان میں سے کچھ تمہارے

دشمن ہو سکتے ہیں۔ بیوی اور اولاد کی محبت اللہ ہی نے انسان کے اندر رکھی ہے۔ یہ جبلی محبت ہے۔ یہ اس لیے فرمایا گیا کہ کہیں انسان اس محبت سے مغلوب ہو کر اللہ کی محبت کو پس پشت نہ ڈال دے یا ان کی خواہشات کی تکمیل کے لیے اللہ کے احکامات کو توڑنے نہ لگے۔

اعجاز لطیف : زوجین کے رشتے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ روم میں فرمایا: ﴿وَمِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡهَا وَجَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّرَحۡمَۃً﴾ ”اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں، تاکہ ان سے آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور رحمت پیدا کر دی۔“ یہاں اس بات کا دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ میاں کے لیے بیوی اور بیوی کے لیے میاں اللہ کی نشانی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ نے تمہارے درمیان مؤدت اور رحمت کے جذبات پیدا کر دیے۔ گھر کی مجموعی فضا حاکم و محکوم والی نہیں ہے یا وہ کسی دشمنی اور محاذ آرائی پر مبنی نہیں ہے بلکہ اللہ کو مطلوب یہ ہے کہ محبت اور مودت والی فضا قائم ہونی چاہیے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب زوجین ایک دوسرے کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اللہ دونوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔“ اس کے برعکس جس گھر میں ہر وقت کشیدگی رہتی ہو ایک دوسرے کے لیے نفرت کے جذبات ہوں، وہ اللہ کو پسند نہیں۔ دراصل یہ شیطان کی کارستانی ہے جو زوجین کے درمیان نفرت اور عداوت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ گھروں میں کبھی کبھار اختلاف کے باعث ناچاقی ہو ہی جاتی ہے لیکن اس اختلاف کو فوری طور پر رفع کرنا ضروری ہے، تاکہ رحمٰن راضی ہو اور شیطان اپنے ارادے میں ناکام ہو۔ اگر کسی ایک کو اپنے حق سے دستبردار ہو کر بھی محبت کی فضا پروان چڑھانا پڑے تو اللہ کی رضا کے لیے اس کو فوقیت دینی چاہیے۔

سوال : سرمایہ اور محنت میں توازن کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات کیا ہیں اور اس حوالے سے بندوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟

اعجاز لطیف : سرمائے کے حوالے سے ہمارے دین میں یہ معروف تصور ہے کہ تم سرمائے کے مالک نہیں ہو جبکہ سرمایہ دارانہ نظام میں ملکیت (Ownership) کا تصور ہے۔ ہمارے دین میں ملکیت صرف اور صرف اللہ کی ہے۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کی امانت ہے۔ اگر یہ تصور ہو کہ یہ مال میرا ہے میں جیسے چاہوں اسے خرچ کروں، مجھے اس پر تصرف کا حق حاصل ہے، تو پھر یہی ہوگا کہ آدمی اپنے مال میں اضافے کے لیے انسانوں کے استحصال سے گریز نہیں کرے گا۔ ملکیت کا یہ تصور جب امانت میں تبدیل ہوتا ہے تو امانت کے ساتھ جواب دہی کا تصور جڑا ہوتا ہے۔ اسلام جائز محنت کے ذریعے سرمائے میں اضافے سے نہیں روکتا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمہارے لیے کام کرنے والے تمہارے بھائی ہیں۔ تم جو کچھ اپنے لیے پسند کرتے ہو، جس قسم کے علاج معالجے، غذا اور رہائش کی سہولت اپنے لیے چاہتے ہیں ویسی ہی اپنے مزدور بھائیوں کو بھی فراہم کرو۔ مطلب یہ کہ بنیادی حقوق میں مزدور کو سرمائے دار کے مساوی حقوق حاصل ہوں۔ البتہ کوشش اور محنت کے لیے سب کو یکساں مواقع حاصل ہوں۔ اس کے تحت صحت مند مقابلے کی فضا موجود ہو۔ اب جو آگے بڑھ جائے، اسلام اُسے نہیں روکتا۔ تاہم آدمی کو جو کچھ بھی حاصل ہو رہا ہو اُسے اپنی ذاتی محنت کا نتیجہ قرار نہ دے بلکہ اسے اللہ کا فضل سمجھے۔ اس میں اللہ نے ناداروں اور ضرورت مندوں کا ایک متعین حصہ زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں رکھا ہے۔ سرمائے اور محنت کے اس توازن کو اللہ اور رسول ﷺ نے جس طرح واضح فرمایا ہے اگر ان پر عمل کیا جائے تو بڑی سرمایہ داریوں اور جاگیرداریوں کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

انجینئر نوید احمد : سرمائے اور محنت کے حوالے سے یہ بات بالکل درست ہے کہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام میں زیادہ اہمیت سرمائے کو حاصل ہوتی ہے۔ سرمایہ دار سود کے ذریعے اپنے سرمائے کو بڑھا رہا ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں محنت کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ مثلاً اسلام میں مضاربت کا اُصول دیا گیا ہے، اس میں سرمایہ دار نے سرمایہ لگایا جبکہ دوسرا فریق محنت کر رہا ہے، اگر نقصان ہو جائے تو اس کا سارا بار سرمایہ دار پر پڑے گا۔

سوال : حکمران اور عوام کے تعلق کے حوالے سے ہمارے دین کی کیا تعلیمات ہیں؟

انجینئر نوید احمد : امیر اور مامور کا تعلق بھی حقوق العباد کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ”تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ لہٰذا حکمران/امیر سے بروزِ قیامت پوچھا جائے گا کہ تم ذمہ دار بنائے گئے تھے، تم نے اس منصب کو اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا یا نہیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ کو غیر مسلم بھی ایک ماڈل قرار دیتے ہیں۔ آپؓ آخر کیوں راتوں کو مدینے کی گلیوں میں گشت فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے کہ آپؓ کو عوام کے بارے میں اللہ کے ہاں جواب دہی کا احساس تھا۔ اس کے ساتھ آپؓ کا اسوہ ہمیں ملتا ہے کہ آپؓ کسی اعلیٰ گھر میں نہیں رہتے تھے، معمولی لباس اور سادہ غذا استعمال فرماتے تھے۔ ایک بار آپؓ خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر تناول فرما رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ اچھی غذا کھانے کی ممانعت تو نہیں ہے۔ فرمایا کہ ممانعت نہیں لیکن میں اس لیے کھا رہا ہوں عام مسلمانوں میں سے ہو سکتا ہے کسی کو یہ بھی نصیب نہ ہو۔ حکمرانی کا یہ تصور اسلام نے دیا ہے۔

اعجاز لطیف : یہ معیار صرف اعلیٰ درجے کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ یہ نیچے ہر سطح تک سرایت ہونا چاہیے۔ یعنی اگر کسی کے ماتحت دو افراد بھی ہوں تو وہ ان کی خبر گیری کا ذمہ دار ہے اور ان وہ کے حوالے سے مسئول ہوگا۔

انجینئر نوید احمد : حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ روزِ قیامت عدل کرنے والے اللہ کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رشتہ داروں، متعلقین، تمام ماتحتوں اور اداروں کے ساتھ عدل کرتے ہوں گے۔ عدل کا معاملہ صرف حاکم تک محدود نہیں۔ کسی فیکٹری کا مالک اپنے عملے اور فیکٹری کے مزدوروں کے ساتھ عدل کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اسی طرح اگر کوئی سرکاری افسر ہے، اس کے پاس جو وسائل اور اختیارات ہیں وہ اللہ کی امانت ہیں۔ اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ یہ نہ ہو کہ سرکاری مال سرکاری کام میں لگنے کی بجائے ذاتی مصرف میں آ رہا ہو۔ لہٰذا کسی سطح پر بھی جسے کوئی اختیار حاصل ہے وہ اپنے زیر اختیار وسائل اور ماتحتوں کے حوالے سے دیانت اور عدل کا پابند ہے۔

سوال : اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہمسائے کے حقوق کی اتنی تاکید کی گئی کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید ہمسائے کو وراثت میں حصہ دار بنا دیا جائے۔ محض ساتھ ساتھ رہنے سے یہ رشتہ اتنا اہم کیوں ہو گیا؟

اعجاز لطیف : قرآن حکیم نے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے سورۃ النساء آیت: 36 میں تین ایسی اصطلاحات استعمال کی ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں ملتیں۔ (1) ﴿وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی﴾ ”ہمسایہ جو قرابت دار بھی ہے“ (2) ﴿وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ﴾ ”اجنبی ہمسایہ“ (اسلام میں ہمسائے مسلمان ہو یا غیر مسلم، رشتہ ہمسائیگی کے اعتبار سے ہر دو کے حقوق ہیں۔) (3) ﴿وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ﴾ جو تمہارا کسی مرحلے پر عارضی ساتھی ہو وہ بھی ہمسایہ ہے اور تمہارے حسن سلوک کا مستحق

ہے۔ اس باریک بینی سے ہمسائے اور ہم نشینی کے حقوق کے بارے میں معاشرت کے اُصول اسلام کے سوا کسی اور نظام میں نہیں ملتے۔ ہمسائے کے حقوق کے حوالے سے ہمارے دین میں اللہ نے اتنی تاکید فرمائی کہ خود نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید ہمسائے کو وراثت میں بھی حصہ دار بنا دیا جائے۔ یہاں تک کہا گیا کہ آدمی ہمسایوں کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھے اور ساتھ شیئر کرے۔ کھانے کے حوالے سے حکم ہے کہ اگر گنجائش نہ ہو تو سالن میں پانی زیادہ ڈال دیا جائے، تاکہ ہمسائے کو اس میں شریک کیا جاسکے۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ گھر میں جو پھل لاؤ وہ پڑوسیوں کو بھی دو۔ اگر اتنی وسعت نہ ہو تو ان کے چھلکے باہر نہ پھینکو کہ کہیں ہمسائے کو احساس محرومی نہ ہو۔ حتیٰ کہ ہمسائے کی برائی کا جواب بھی حسن سلوک سے دینے کی تاکید ہے۔

سوال: مسافروں اور غلاموں کے حقوق کے حوالے سے ہمارے دین میں کیا رہنمائی ہے؟

انجینئر نوید احمد: قرآن مجید میں اسلام کی معاشرتی تعلیمات کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ یہ تعلیمات سورۃ البقرہ آیت 83، سورۃ النساء آیت:36، سورۃ الانعام کے انیسویں رکوع اور سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع میں بڑی تفصیل سے آئی ہیں۔ جہاں تک مسافر کے حقوق کا تعلق ہے، اس کے بارے میں بھی ہمیں قرآن وحدیث میں واضح ہدایات ملتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کوئی مسافر اپنے مقام پر خوشحال ہو، لیکن دوران سفر وہ کسی مشکل میں آجائے۔ اسلام نے مسافروں کی مدد کے حوالے سے مصارف زکوٰۃ میں اُن کی مد بھی رکھی ہے، تاکہ انھیں مشکل میں سہارا دیا جاسکے۔ اسی طرح سے غلام اور کنیزوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت نماز اور غلاموں کے حقوق کی ادائی کی طرف امت کی توجہ دلائی تھی۔ یہ اسلام ہی کی تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ آہستہ آہستہ غلاموں اور کنیزوں کا ادارہ بالکل ختم ہوگیا۔ آج معاشرے میں حقیقت کے اعتبار سے غلام موجود نہیں۔ غلاموں کے حوالے سے تعلیمات پر آج عمل کی صورت یہ ہوگی کہ ہمارے گھروں پر جو ملازمین ہیں، ہمیں ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر وہ کسی مصیبت میں ہوں تو ان کی بھرپور مدد کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ میں مفلس کی تعریف یہ کی گئی کہ مفلس وہ نہیں جس کے پاس مال نہ ہو بلکہ مفلس وہ ہے جس کے پاس نیکیوں کے انبار ہوں گے لیکن حقوق العباد میں کوتاہی کے باعث آخرت میں اس کی نیکیاں ان لوگوں کے حوالے کر دی جائیں گی جن کی اس نے حق تلفی کی ہوگی اور وہ شخص خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ یہ تو انسانوں کا معاملہ ہے، ہمارے دین میں جانوروں کے ساتھ بھی ہمدردی، محبت اور شفقت کے سلوک کی ہدایات موجود ہیں۔

سوال: ہمارے دین میں امانت داری اور عہد کی پاسداری پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کیا ان معاملات کا بھی حقوق العباد سے تعلق ہے؟

اعجاز لطیف: ان معاملات کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے بھی ہے۔ اس لیے کہ ان کی پاسداری کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ فرمایا: ''عہد کو پورا کیا کرو، بے شک عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی۔'' اس اعتبار سے اگر اس حکم کو پورا نہ کیا جائے تو یہ حقوق اللہ کی ادائی میں کوتاہی شمار ہوگی اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ بدقسمتی سے آج ہمارے معاشرے میں کبائر کی فہرست میں وعدہ خلافی شامل ہی نہیں رہی۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''اس شخص کا ایمان ہی نہیں جس میں امانت داری نہیں اور اس شخص کا کوئی دین نہیں ہے جس میں عہد کی پاسداری نہیں ہے۔'' دوسری حدیث میں منافق کی یہی علامات بیان ہوئی ہیں کہ وہ خائن اور وعدہ خلاف ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں تو ایک اعلیٰ عہدے دار نے یہ بات کہی کہ وعدہ ہی تو ہے، کوئی قرآن یا حدیث نہیں کہ اسے پورا کرنا لازم ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ نے تقویٰ کے لیے عہد پورا کرنا اور امانت دار ہونا شرط قرار دیا ہے، جبکہ ہمارے معاشرے میں ان کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ حالانکہ ہمارے تمام معاملات کی درستی کا دارومدار وعدوں اور معاہدوں کو پورا کرنے پر ہے۔ ہمارا دین تو سراسر ہی وعدہ اور قول واقرار ہے۔ اسلام میں داخلے کی شرط کلمہ کا اقرار ہے۔ ہم ہر نماز میں بندگی کا اقرار کرتے ہیں۔ نکاح، کاروبار کے معاملات وغیرہ بھی عہد اور اقرار ہی کی صورتیں ہیں۔ گویا مسلمان کی پوری زندگی ایک عہد ہے۔ اگر ہم اپنے عہدوں اور وعدوں کی پاسداری کریں تو معاشرے میں کوئی جھگڑا نہ رہے۔

سوال: ناپ تول میں کمی اور ملاوٹ بھی تو حق تلفی ہی کی ایک صورت ہے۔ اس حوالے سے ہمارا دین ہمیں کیا رہنمائی دیتا ہے؟

انجینئر نوید احمد: قرآن حکیم میں اس حوالے سے بڑی سخت وعید آئی ہے ''ہلاکت ہے (بربادی ہے) کمی کرنے والوں کے لیے جب لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں لیکن جب دینا ہو تو کمی کرتے ہیں۔'' یہاں صرف ناپ تول کی کمی ہی مراد نہیں بلکہ وسیع مفہوم میں یہ بات آئی ہے یعنی جو چیز ہم اپنے لیے پسند کریں وہی دوسروں کے لیے پسند کریں۔ اگر ہم اپنے حقوق کے حوالے سے حساس ہیں تو ہمیں فرائض کی ادائی میں بھی حساس ہونا چاہیے۔ ناپ تول میں کمی ایک اعتبار سے امانت میں خیانت بھی ہے۔ جب کوئی شخص ناپ تول میں کمی کرتا ہے یا ملاوٹ کرتا ہے تو وہ گویا خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ (مرتب: فرقان دانش)

ضرورت رشتہ

☆ ہمیں اپنے بیٹے، عمر 35 سال، تعلیم ایم فل (انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی) گورنمنٹ کالج میں پروفیسر کے لئے اسلام آباد، راولپنڈی سے ہم پلہ رشتہ مطلوب ہے۔ برائے رابطہ 0311-3537793

☆ ہمیں اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ایم اے پرائیویٹ جاب اچھی آمدنی خوب سیرت کراچی میں مقیم کے لئے کراچی سے رشتہ مطلوب ہے۔

☆ ضلع خانیوال کی رہائشی آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، قد 5.4 تعلیم ایم اے انگلش کو دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔
برائے رابطہ 0333-7657616

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں نوجوان، عمر 26 سال، ایم فل مینجمنٹ، برسر روزگار کو دینی مزاج کی حامل ڈاکٹر لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-4713599

دعائے صحت کی اپیل

ملتان کینٹ کے رفیق تنظیم رانا عامر رشید کی والدہ سخت علیل ہیں۔ اُن کے بھانجے کی بھی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی واپڈا ٹاؤن لاہور کے رفیق محمد صادق کے بھائی وفات پاگئے

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم بہاولپور کے رفیق محمد اکرم کے تایا جی بقضائے الٰہی وفات پاگئے

☆ مرکزی شعبہ نشرو اشاعت تنظیم اسلامی کے کمپیوٹر آپریٹر مشتاق احمد کے چچا اور دو بھتیجیاں گزشتہ دنوں یکے بعد دیگرے قضائے الٰہی سے انتقال کرگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ رفقاء واحباب سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

میاں صاحب!

اللہ ورسول ﷺ سے جنگ بند کیجیے!!!

ضمیر اختر خان

اسلامی جمہوریہ پاکستان انتخابات کے مرحلے سے گزر چکا ہے۔مجموعی طور پر پورے ملک میں میاں محمد نواز شریف کی مسلم لیگ کو پذیرائی ملی ہے۔سونامی کے داخلی وخارجی حمایتی جوخواب دیکھ رہے تھے وہ شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکے۔پاکستانی عوام نے کافی سمجھداری کا ثبوت دیا ہے اورکسی درجہ میں ملکی سیاست میں بہتری کے امکانات روشن ہوئے ہیں۔ہمارے خیال میں پاکستان اوراہل پاکستان کی تقدیراس وقت سنورے گی جب یہاں بانیان پاکستان ،خاص طور پرعلامہ اقبال اور قائداعظم کے تصورات کے عین مطابق خلافت راشدہ کے طرز کی فلاحی اسلامی ریاست بنے گی۔تاہم وقتی طور پرملکی معاملات کو چلانے کے لیے جوطریقۂ کار اختیار کیا جارہا ہے اگراس میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی کھلی کھلی خلاف ورزی نہ ہوتو حالات کچھ بہتر ہوسکتے ہیں۔موجودہ سیاسی زعماء میں میاں محمد نواز شریف بہتر انتخاب ہیں۔عمومی طور پرعوام خوش ہیں کہ پاکستان کے دگرگوں حالات میں وہ شاید اصلاح احوال کی سنجیدہ کوشش کریں گے۔ہرطرف سے انہیں مبارک بادیں وصول ہورہی ہیں۔اس شاندار کامیابی پر یقیناً وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ہمیں بھی میاں صاحب کی کامیابی پر خوشی ہے۔

نصح وخیرخواہی کے جذبہ کے تحت ہم مبارک سلامت سے آگے بڑھ کر میاں صاحب کوانتہائی معذرت کے ساتھ یاد دلائیں گے کہ ان سے پچھلے دورحکومت میں ایک ایسی غلطی سرزد ہوئی تھی جس کی پاداش میں انہیں نہ صرف یہ کہ اقتدار سے محروم ہونا پڑا تھا بلکہ ہتک آمیز سلوک کا بھی سامنا کرنا پڑا تھا۔بظاہراس اہانت آمیز رویہ کا سبب ریٹائرڈ جنرل پرویز مشرف بنے تھے اوروہ اپنے کیے کی سزا بھگت رہے ہیں۔مزیدان شاء اللہ بھگتیں گے۔وہ غلطی سودی نظام معیشت کوتحفظ دینا تھا۔ہماری شرعی عدالت نے بینکوں کے سودکوحرام قرار دے کراس کے خلاف جوتاریخ ساز فیصلہ دیا تھا اور جس کی توثیق بعدازاں عدالت عظمیٰ نے بھی کردی تھی،اس کے خلاف اپیل کرکے میاں صاحب نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے ایسے حکم کی خلاف ورزی کی جس کی خلاف ورزی پراللہ اوراس کے رسول ﷺ کا ایسا کرنے والوں کے خلاف اعلان جنگ ہے۔میاں صاحب اور ان کی پارٹی کے جملہ ارکان سورۃ البقرۃ کی آیات 278اور279 کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اورجوکچھ تمہارا سودلوگوں پر باقی رہ گیا ہے،اسے چھوڑ دو،اگرتم واقعی ایمان لائے ہو۔لیکن اگرتم نے ایسا نہ کیا،تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے‘‘۔

بہت سے بہی خواہ میاں صاحب کواپنے قیمتی مشوروں سے نوازرہے ہیں۔کوئی معیشت کی بحالی کو اولین ترجیح قرار دے رہا ہے۔کسی کے نزدیک دہشت گردی سرفہرست ہے اورکوئی توانائی کے مسئلے کوزیادہ توجہ کا مستحق سمجھتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ سب مسائل اپنی اپنی جگہ اہم ہیں لیکن ہماراسب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے بحیثیت قوم اللہ کوناراض کیا ہوا ہے۔جب تک ہم اللہ تعالیٰ کوراضی نہیں کرتے ہمارا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔یہ حوصلہ افزا بات ہے کہ خود میاں محمد نواز شریف کو بھی اس کا احساس ہے۔چنددن قبل لاہور میں اپنی پارٹی کے نومنتخب ارکان پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے بالکل درست فرمایا کہ ان کی حکومت کا مقصدعوام کی خدمت کرنا اورانہیں خوش کرنا ہے مگر سب سے بڑے(انہوں نے انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا جس کا صاف مطلب اللہ جل جلالہ ہے) کوپہلے خوش کرنا ہے۔اللہ کرے کہ میاں صاحب کی زبان کی بات ان کے دل میں بھی اتر جائے۔مخلوق کی خدمت اسی وقت نیکی قرار پاتی ہے جب وہ خالق کے احکام کے تحت کی جائے۔خالق کوناراض کرکے مخلوق کوراضی کرنے کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔میاں صاحب اپنے معاشی ماہرین کے سامنے یہ چیلنج رکھیں کہ وہ پہلے ملک کے اندرسود سے پاک معیشت کا نقشہ تیار کریں۔سود سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اگرہوم ورک کا آغاز کردیا جائے تو یہ اللہ کے ساتھ جنگ کے حوالے سے Cease fire ہوجائے گا۔اس صورت میں اللہ کے عذاب کی مختلف صورتیں جیسے قتل وغارت، کرپشن،فرقہ واریت،بدامنی اور بداخلاقی و بدانتظامی میں کمی واقع ہونا شروع ہوجائے گی۔

میاں صاحب بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ وہ پاکستان کوعلامہ اقبال اورقائداعظم کے تصورات کے مطابق بنائیں گے۔ان کی جماعت کو بجاطور پاکستان کی خالق جماعت ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ہم میاں صاحب کو یاددلانا چاہتے ہیں کہ خود قائداعظم سودی معیشت کے حوالے سے بہت حساس تھے۔انہوں نے پیرانہ سالی اورشدت مرض کے باوجود اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کیا اوراس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان کی معیشت اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالی جائے گی۔انہوں نے مغرب کی سودی معیشت کوپوری انسانیت کے لیے خطرناک قرار دیا۔ان کی مفصل تقریر آج بھی سٹیٹ بینک کی ویب سائٹ پرملاحظہ کی جاسکتی ہے۔قرآن، حدیث کے احکام اوردستور پاکستان(آرٹیکل 38 ایف) حکومت کو پابند کرتے ہیں کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہوسود کا خاتمہ کرے۔معاشی خوشحالی کا اسلامی پروگرام بھی میاں صاحب اوران کے Economic Managers کے سامنے اس گزارش کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اس کواختیار کرکے دنیا وآخرت دونوں میں کامیاب ہوسکتے

ہیں۔سورۂ مائدہ کی آیت 66 کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لوگوں نے اللہ کی نازل کردہ کتاب کو قائم کیا ہوتا تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا۔سورۂ اعراف کی آیت 96 کے مطابق ''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے''۔مسند احمد میں سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کے وقت بارشیں برساؤں اور دن کے وقت سورج طلوع کروں اور انہیں گرج کی آواز تک نہ سناؤں''، یعنی اتنی تکلیف بھی نہ دوں۔یہ ہماری معاشی حکمت عملی کے بنیادی اصول ہیں جنہیں نظر انداز کر کے ہم کبھی سرخرو نہیں ہو سکتے۔

ہم میاں نواز شریف اور ان کی متوقع کابینہ سے درخواست کریں گے کہ حکومتی سفر شروع کرنے سے پہلے اللہ جل جلالہ سے صلح کی نیت و ارادہ کریں۔اس کی صورت یہ ہے کہ جو کوتاہی پچھلے ادوار حکومت میں ان سے ہوئی اس پر توبہ و استغفار کریں اور خاص طور پر سود کے حوالے سے جو جرم عظیم ان سے سرزد ہوا اس کی تلافی کی فکر کریں۔قوم ان کے ساتھ ہے۔انہوں نے جس طرح امریکہ کے دباؤ کے باوجود ایٹمی دھماکے کر کے غیرت و حمیت کا ثبوت دیا تھا بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سود سے پاک معیشت کی بنیادیں استوار کرنے میں کسی خارجی دباؤ کو قبول نہ کر کے دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔''اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا''(سورہ محمد:7)۔اللہ کا وعدہ سچا ہے۔آپ بھی اپنے وعدے کو سچ کر دکھائیں۔اللہ توفیق دے۔(آمین)

☆☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''جامع مسجد العابد، حیات سر روڈ، وارڈ نمبر 7، گوجرخان'' میں

30/جون تا 06/جولائی 2013ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

اور

05 تا 07/جولائی 2013ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-5133598,0322-5225354

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت (042)36316638-36366638 0332-4178275

بقیہ: کار تریاقی

وگرنہ جمہوریت کے غبارے سے ہوا نکل جائے گی۔عوام غیور ہیں۔ایٹمی دھماکوں کے لیے پیٹ پر پتھر باندھنا گوارا کر لیے تھے، امریکی ڈالروں اور دھمکیوں کے آگے سر نہیں جھکاتے۔آگے بڑھ کر قومی سلامتی اور خودمختاری کے احیاء کے لیے مضبوط قدم اٹھایئے۔اینکر ساتھ دیں نہ دیں۔عوام الناس آپ کا ساتھ دیں گے۔یاد رکھیے۔نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کی نگرانی پر مامور فرما دے اور وہ انہیں دھوکا دیتے ہوئے ہی فوت ہو جائے تو ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی۔''(بخاری و مسلم) اب اینکر ز کو فاٹا میں حکومتی رٹ قائم کرنا شدت سے پھر یاد آنے لگ گیا ہے۔گزشتہ سالہا سال سے رٹ کی رَٹ نے قبائلی عوام کا خون بہایا ہے۔اب مذاکرات پر ڈرون حملہ کر کے باقی ماندہ کام میڈیا کے سپرد ہے ذہن سازی کا، سو وہ کر رہے ہیں۔یہی رٹ کراچی میں یاد کیوں نہیں آتی؟ کراچی گزشتہ پچیس سال سے بذریعہ ریموٹ کنٹرول چلایا جا رہا ہے۔رٹ بدغمال بنی ہوئی ہے۔قتل گاہ، صنعت خوری کا مرکز بنا رہا رِٹ یاد نہ آئی۔وہاں تو الیکشن کمیشن تک بے بس منہ تکتا رہ گیا۔لندنی سردار کی ایک گھُرکی پر میڈیا کو سانپ سونگھ گیا۔درگت بنانے کو کیا صرف غریب قبائل ہی رہ گئے ہیں۔گھمبیر حالات خدا خوفی اور عوام دوستی ہی سے سنبھالے جا سکتے ہیں۔اللہ احساس جوابدہی، جرأت اور قومی غیرت حکمرانوں کو عطا کرے۔آمین

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

پتہ منزل کا دے ہم ورنہ میر راہ بدلیں گے

(سابق جسٹس) نذیر احمد غازی

اب لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ اچھی خبریں آئیں جو ہمارے لئے سکون کا سبب بنیں۔ روزانہ کی خبریں بہت ہی وحشتناک ہو چکی ہیں۔ دل اچھل کر باہر نکلنے کو آتا ہے۔ پوری قوم نئے حکمرانوں کو امید کی نظروں سے دیکھ رہی ہے اور خیر سے حکمرانوں نے بھی امیدوں کو زندہ رکھنے کے لئے اچھے الفاظ سے تسلی دینے کا اہتمام کیا ہے۔ انسانوں کی نیت پر اگر خدا کی مدد کا پہرہ ہو تو امید و تمنا حقیقت کا روپ دھار لیتی ہیں۔ بہتری کی توقعات کا سلسلہ اچھے نتائج ہی پیدا کرے گا، ان شاء اللہ العزیز۔

ہمارے نئے حکمران سابقہ ادوار میں سیاست اور نظم و ضبط کے ایک طویل تجربہ سے گزر چکے ہیں۔ انہوں نے میدان سیاست کے سرد و گرم کو اچھی طرح سے چکھا ہے۔ اسلئے وہ تنگ سوچوں سے کہیں بلند ہو کر نئے اقدامات کی جانب بڑھیں گے۔ وہ ماضی و حال کی تلخ سیاست سے اجتناب برتیں گے اور ملک و سلطنت کی تمام خوبیوں کو فلاح قوم کے لئے استعمال کرنے کی جہد مسلسل کریں گے۔

مسلم لیگ ن کے بیشتر منتخب اراکین اسمبلی اپنی ذاتی صلاحیت پر نہیں بلکہ اپنے سربراہ نواز شریف کی ذاتی مقبولیت کی بنا پر منتخب ہوئے ہیں۔ میاں صاحب اور اُن کے ساتھیوں کی اہم ترین ذمہ داری نظریۂ پاکستان کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے اس ملک میں اسلام کے نظام عدل کا قیام ہے۔ پھر یہ کہ قوم کے مفادات کو عملی جامہ پہنانا ہوگا۔ لیگی ارکان اسمبلی کو چاہیے کہ عوام کی ضروریات کو براہ راست اپنے قائدین تک پہنچائیں۔ جمہوری عمل میں اصلاح و فلاح کا سلسلہ نیچے سے اوپر کی طرف چلتا ہے۔ اس لئے پارٹی کو ایک زندہ سیاسی جماعت کی شکل میں برقرار رکھنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوں گی۔ اس وقت ملک کو سردست جن مسائل کا سامنا ہے ان میں بجلی کی قلت سرفہرست ہے۔ جناب نواز شریف نے یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ میری اولین ترجیح بجلی کی قلت دور کرنا ہے۔ ارادے نیک ہیں، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے، تاہم ایک رویہ جو تاجر حضرات نے اپنایا ہے وہ بہت ہی دلسوز اور المناک ہے۔ وہ یہ کہ جنریٹر اور یو پی ایس کے کاروباری حضرات بجلی کے محکمے کو اپنے زیر اثر لے آئے ہیں، اور بجلی کا محکمہ مصنوعی قلت کے ذریعے تاجروں کے کاروبار کے لئے میدان وسیع کر رہا ہے۔ میاں نواز شریف تاجروں کے اس منفی اور مفاد پرستانہ رویے کی تحقیق ضرور کروائیں، ورنہ ہر مثبت قدم مفاد پرستوں کی من مانیوں سے الجھ جائے گا اور ترقی کا پہیہ الٹا گھوم جائے گا۔

نئی حکومت کو ایک اہم کام یہ کرنا ہے کہ صحت مند اور شفاف ماحول پیدا کرنے کے لئے شعبہ صحت پر زیادہ توجہ دے اور بنیادی طور پر پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے ہر سطح پر اور ہر جگہ پر سرکاری بندوبست کا اہتمام کرے۔ پانی زندگی کی ضمانت ہے اور حیات افزائی کا سب سامان اور اسباب پانی ہی کے محتاج ہیں۔ اگر پانی ہی بے قوت و ضرر رساں ہو جائے تو زندگی پر مردنی چھا جاتی ہے۔ پانی کا صاف و شفاف ہونا زندگی کی صحت کا ضامن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ صحت مند اجسام والی اور شفاف ارواح والی قوم نئے بلند ارادوں سے ابھرے۔

حکومت قوم کو صحت مند رویوں کے زیور سے آراستہ کرنے کی بڑی صلاحیت رکھتی ہے۔ صاف پانی اور صحت افزا پانی کے مراکز قائم کئے جائیں۔ یہ سلسلہ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ میں جاری ہو۔ فلٹریشن پلانٹس کا ایک مبارک سلسلہ پورے ملک میں پھیلا دیا جائے، اور قوم کو گندے اور گدلے پانی کے مضر اثرات سے نجات دلا کر آبرومندانہ حیات اور خوشحالی کے راستے پر گامزن کر دیا جائے۔

حکومت کے ذمہ روٹی کپڑا اور مکان کی فراہمی بھی ہے۔ ہر فلاحی ریاست عوام کے بنیادی حقوق کی بحالی و تحفظ کے لئے اقدامات کرتی ہے۔ ایک اسلامی ریاست تو حقیقی معنی میں فلاحی ریاست ہوتی ہے۔ اُس کے تو یہ اولین فرائض میں سے ہے کہ اُس کے اندر کوئی شخص بنیادی ضروریات سے محروم نہ رہے۔ اشیائے خورد و نوش کو ملاوٹ سے پاک رکھنا اور ان کی مناسب قیمتوں کے ساتھ بازار میں فراہمی کو یقینی بنانا بھی اہم کام ہے۔ لہٰذا متعلقہ وزارت کو بہت زیادہ فعال کر دیا جائے اور صارفین کی عوامی نمائندہ ٹیمیں ہر سطح پر قائم کی جائیں، تا کہ اجناس کو ملاوٹ سے پاک اور اُن کی قیمتوں کو نفع خوری سے پاک کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔ بااختیار نظام ہی ایسی کاوشوں کو زیادہ مؤثر بنا سکتا ہے۔ نمائندہ تنظیمیں اور نوکر شاہی کا باہمی رابطہ اور ایک عزم راسخ کے ساتھ مسلسل باہمی تعاون قومی زندگی کو ایک نیا رخ عطا کر دے گا۔

نوکر شاہی درحقیقت ایک مضبوط ریاستی ستون ہے، لیکن یہ نوکر شاہی انگریزی دور استبداد کی تربیت یافتہ ہے اور اس کے اصول خادمانہ نہیں ہیں بلکہ حاکمانہ اور جابرانہ ہیں۔ بدقسمتی سے گزشتہ ادوار کی خرابیاں موجودہ دور تک اپنے اثرات بد رکھتی ہیں۔ ملک کے ایک سیاسی خاندان نے لے پالک یتیم و غریب بچیوں کی کفالت سے مفادات کا ایک نیا اور انوکھا سلسلہ شروع کیا ہے کہ وہ اپنی زیر کفالت بچیوں کو نوکر شاہی کے اراکین سے رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیتے ہیں اور پھر نوکر شاہی کو شاہانہ انداز میں اپنا نوکر داماد بنا لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ رشتہ داری اور برادری ازم نے بھی انگریزی تربیت یافتہ نوکر شاہی میں اقربا پروری کا مکروہ پیوند لگا دیا ہے۔ اس کے ردعمل میں سیاسی کارکن نوکر شاہی سے الجھتے ہیں، جس سے نظام ریاست اور طریقہ سیاست سخت متاثر ہوتا ہے اور ملک کے ذہین طبقے کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حکمرانوں کو اس حقیقت کو مدنظر ضرور رکھنا چاہئے کہ ملک کا ذہین اور محب وطن طبقہ حکمرانوں کی انا کی زد میں آ کر مایوس نہ ہو جائے۔ بے جا سرزنش اور بے مقصد تبادلوں سے انتظامی ڈھانچہ اپنی صلاحیت میں کمزور ہو جاتا ہے اور اعتماد کی فضا میں گدلا پن پیدا ہوتا ہے۔ سیاسی دانش کا بنیادی تقاضا صبر و تحمل اور مبنی بر انصاف سوچ کا ہونا ہے۔ اس لئے انتظامی اداروں کو ملکی و قومی مفادات کے پیش نظر بہت زیادہ مضبوط کرنا بھی ایک بڑی خدمت ہے اور اس خدمت کی انجام دہی کے لئے اپنی ذاتی اور گروہی سوچوں کو پس پشت ڈال کر قوم کے مفادات کو مقدم رکھنا ہی ایک اچھے حکمران کی شناخت ہے

☆☆☆☆

البیرونی

فرقان دانش

تعارف وحالات زندگی

البیرونی کا پورا نام محمد بن احمد البیرونی، کنیت ابوریحان تھی۔ وہ ہندوستان کا پہلا سیاح تھا جس نے سنسکرت زبان سیکھ کر اہل ہند کی علمی کتابوں کا خود مطالعہ کیا۔ پنڈتوں کے ساتھ مقیم رہا۔ سوسائٹی اور سماجی زندگی کا بچشم خود مشاہدہ کیا۔ وہ ہندوستانی علوم وفنون کا عالم، بھارتی تہذیب وتمدن کا دُنیا سے تعارف کرانے والا پہلا مبصر، مؤرخ اور سیاح تھا۔ وہ 9 ستمبر 973ء کو خوارزم کے قریب ایک دیہات میں پیدا ہوا۔ اس کی وفات غزنی میں 13 ستمبر 1049ء ہوئی۔ اس وقت اس کی عمر 76 سال تھی۔

محمد بن احمد البیرونی ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ خوارزم شہر سے باہر قریب کے ایک دیہات کا رہنے والا تھا، اس لیے البیرونی کے نام سے مشہور ہوا۔

البیرونی کی علمی مشغولیت

علم ہیئت اور علم نجوم میں اس کا کوئی اس کا ہمسر نہ تھا۔ لیکن اسے گوشۂ تنہائی پسند تھا۔ وہ ہمہ وقت تصنیف وتالیف اور غور وفکر میں لگا رہتا۔ اپنے خیالات ونظریات کو لکھتا رہتا تھا۔ تصنیف وتالیف اس کا دلچسپ مشغلہ تھا۔

البیرونی کا علمی ذوق بہت بلند تھا۔ وہ کسی حال میں بھی اپنے علمی مشاغل سے غافل نہ رہتا تھا۔ وہ بڑا قانع اور صابر وشاکر تھا، ساتھ ہی محنتی اور جفاکش تھا۔ جب کبھی مجبور ہو جاتا تو وہ فکر معاش کرتا، جب اللہ اسے ضرورت بھر دے دیتا تو پھر بے نیاز ہو کر اپنے علمی مشاغل میں مصروف ہو جاتا تھا۔ یہ طریقہ مرتے دم تک قائم رہا۔

خوارزم شاہ کا دربار

خوارزم شاہ اہل علم وفضل کا بڑا قدرداں تھا۔ اس قدردانی کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر طرف سے اہل علم اور صاحب کمال افراد، علماء اور فضلا جمع ہو گئے تھے۔ ان میں شیخ بو علی سینا، ابونصر فارابی، ابوسہل مسیحی، ابوالخیر اور ابوریحان البیرونی قابل ذکر ہیں۔ ان کی علمی قابلیت مسلّم تھی۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ اتنی قابل اور زبردست عالمگیر شہرت رکھنے والی ہستیاں ایک ہی عہد میں گزریں اور دنیا نے ان کے خیالات اور نظریات سے فائدہ اُٹھایا۔ یہ بھی حسن اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب علمی ہستیاں اس وقت خوارزم کے دربار میں موجود تھیں۔

البیرونی محمود کے دربار میں

سلطان محمود غزنوی بھی اسی دور میں غزنی کا بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے بلند حوصلوں کی وجہ سے بڑی طاقت اور قوت حاصل کر لی تھی۔ وہ ہندوستان پر حملے کر رہا تھا۔ لیکن اس کا دربار اہل علم وفن سے خالی تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی نے خوارزم شاہ کو ایک خط لکھا کہ آپ کے دربار میں چند قابل ترین علماء و فضلا کا مجمع ہے، ان کو ہمارے یہاں دربار میں بھیج دیجیے، تاکہ ہم بھی ان کے علم وفضل سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ محمود غزنوی کے متعلق مشہور تھا کہ وہ سخت مزاج ہے۔ اس لیے کوئی بھی راضی نہ ہوا اور سب نے انکار کر دیا۔ مجبوراً سب کو خوارزم شاہ کا دربار چھوڑنا پڑا اور یہ شیرازہ منتشر ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد کسی موقع پر اتفاقاً البیرونی سلطان محمود کی گرفت میں آ گیا۔ سلطان تو ناخوش تھا ہی، قتل کرنے کا حکم دیا۔ البیرونی نے نڈر ہو کر کہا، اے سلطان! میں علم نجوم میں اپنے وقت کا امام ہوں! اور سلاطین ایسے باکمال شخص سے کبھی بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ سلطان نے یہ سن کر اسے چھوڑ دیا، اور اسے قدر ومنزلت کے ساتھ اپنے درباریوں میں شامل کر لیا۔

سلطان محمود اگرچہ سخت مزاج تھا مگر علم دوست تھا۔ اس نے البیرونی کی بڑی قدر کی۔ وہ البیرونی کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ علم نجوم اور آسمان کے عجائب و غرائب سے متعلق جو باتیں اس کے ذہن میں آتی تھیں، وہ البیرونی سے بیان کرتا اور بحث کرتا، البیرونی اسے سمجھاتا اور سلطان کو مطمئن کر دیتا تھا۔

البیرونی ہندوستان میں

البیرونی کی طبیعت میں تحقیق وتجسس کا مادہ بہت تھا اور سیر وسیاحت کا بھی شوق رکھتا تھا۔ غزنی میں اس کی ملاقات چند پنڈتوں سے ہو گئی جو سلطان کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ البیرونی نے ان پنڈتوں سے ہندوستان کے حالات معلوم کیے اور ہندوستانی فلسفے اور علوم وفنون پر ان پنڈتوں سے گفتگو کی۔ بڑے ذوق وشوق سے اس نے سب باتیں سنیں۔ اس کے دل میں ہندوستان کی علمی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا، اور وہاں کی سیاحت کا جذبہ پیدا ہوا۔

سلطان محمود ان دنوں ہندوستان آ رہا تھا۔ البیرونی سلطان کے ساتھ 408ھ میں ہندوستان آیا، تاہم وہ سلطان سے الگ ہو کر یہاں ٹھہر گیا۔ البیرونی نے یہاں پندرہ بیس سال سے زیادہ بلکہ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ تقریباً چالیس سال گزارے اور پورے ملک کی سیر وسیاحت کی۔ البیرونی زیادہ تر پنجاب اور سندھ کے علاقوں میں پھرتا رہا۔ اس نے گھوم پھر کر ملک کے عام حالات کا بچشم خود مشاہدہ کیا۔ عام باشندوں سے ملا، خواص اور علمی طبقے کے پنڈتوں سے ملاقاتیں کیں، اور ان میں گھل مل گیا۔ اس نے ہندو علوم وفنون میں خاصی واقفیت پیدا کر لی۔

البیرونی کو ہندوستانی علوم وفنون سے اتنی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ باوجود ہزارہا مشکلات کے اس نے بھیس بدل کر پنڈتوں سے زبان سیکھی، اس میں مہارت حاصل کی اور پھر اہل ہند کی فلسفیانہ اور مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ہندوستان میں طویل زمانہ گزارنے کے بعد وہ یہاں کے حالات سے خوب واقف ہو گیا، اب اس نے اہل ہند کے علوم وفنون، عقائد و رسوم اور تہذیب و معاشرت، اخلاق و عادات پر مبنی اپنی مشہور کتاب ''کتاب الہند'' لکھی اور براہِ راست جو کچھ اس نے دیکھا اور مطالعہ کیا اور پنڈتوں سے سمجھا، سب باتیں تفصیل سے بیان کیں۔ قدیم ہندوستان کے علمی، تہذیبی اور معاشرتی حالات پر دنیا میں یہ سب سے پہلی مستند، جامع اور بے نظیر کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔

البیرونی کی چند خصوصیات

البیرونی کا دماغ جدت پسند تھا اور اس کی

معلومات کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔ وہ ہر مسئلہ کو تحقیق و تجسس کی نظر سے دیکھتا اور عقل کے معیار پر رکھتا تھا۔ تمام دانشوروں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آزادی رائے اور تحقیقاتِ علمی میں البیرونی دنیا کے بلند ترین حکماء میں سے ایک ہے۔ تاریخ اسلام کے مصنف ڈی بوئر نے لکھا ہے کہ: ''علوم حکمت میں ابن سینا اپنے معاصر البیرونی سے مرتبہ میں کم تھا اور اس نے البیرونی کے مثل دماغ نہیں پایا تھا۔''

البیرونی کی تصانیف میں بہت سی دلچسپ باتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ وہ کسی موضوع پر لکھتے ہوئے بڑے اچھے انداز میں جگہ جگہ مختلف دلچسپ باتیں لکھ جاتا ہے کہ پڑھنے والے اس خشک مضمون سے گھبراتے نہیں۔ البیرونی ہر واقعہ کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ وہ عقل کے خلاف کسی بات کو مانتا نہیں۔ وہ اپنی کتابوں میں قدیم تاریخی روایتوں پر کھل کر تنقیدیں کرتا ہے۔

البیرونی کی تصانیف

البیرونی یوں تو جامع العلوم وفنون تھا، لیکن علم ریاضی، علم ہیئت اور نجوم میں اس کا درجہ بہت بلند تھا۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ان علوم میں کوئی اس کے مقابلے کا پیدا نہیں ہوا۔ البیرونی شب و روز علمی اور تحقیقی کاموں میں مصروف رہتا تھا۔ تصنیف و تالیف اس کا دلچسپ اور پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اس نے مختلف موضوع پر جو تحقیقی اور علمی کتابیں لکھی ہیں ان کی تعداد ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے اور صفحات کی تعداد کا اندازہ بیس ہزار سے اُوپر ہے۔ البیرونی کی کتابوں ''کتاب الہند'' اور ''قانون مسعودی'' کا ترجمہ یورپ کی اکثر زبانوں میں ہو چکا ہے۔

علمی خدمات اور کارنامے

قانون مسعودی، فن ریاضی پر بہترین کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں البیرونی نے علم ریاضی کے بعض اہم ترین مسائل حل کیے ہیں۔ ایک جگہ اس نے ٹرگنومیٹری (Trignometry) علم مثلث کے مسئلہ کو اس طرح بتایا ہے کہ ایک خاص نصف قطر کے دائرے کے اندر اگر ایک مساوی الاضلاع مثلث، یا ایک مربع یا مخمس (Pentagon) یعنی پانچ اضلاع یا ایک مسدس (Hexagon) شش پہل یا ایک مثمن یعنی ہشت پہل یا ایک معشر (Decagon) دس کونے والی شکل کی اضلاع بنائی جائیں تو ان میں سے ہر ایک کا ضلع دائرہ کے نصف قطر کی مقدار میں کیوں کر نکالا جاسکتا ہے؟ البیرونی نے مثالیں دے کر ان کو حل کیا ہے۔

عرض البلد اور طول البلد کی دریافت

البیرونی نے قانون مسعودی میں دنیا کے مختلف شہروں کے درمیان طول البلد (Longitudes) کا فرق دریافت کرنے کے اُصول اور قاعدے بتائے ہیں۔ ان قاعدوں میں کروی ٹرگنومیٹری (Spherical Trignometry) کے بعض مسائل کا اطلاق کیا گیا ہے۔ یہ نہایت مشکل مسئلے ہیں جو ریاضی کے ایک طالب علم کے نقطہ نظر سے خاصے پیچیدہ ہیں۔

البیرونی نے دنیا کے مشہور شہروں کے درمیان اپنی تحقیقات کے مطابق جو طول البلد کا فرق معلوم کیا ہے اس کی جدول یہاں پیش کی جاتی ہے اس نے ہندوستان کے چند شہروں کا طول البلد یہ بتایا ہے۔

لاہور	34درجے	3منٹ
سیالکوٹ	32درجے	55منٹ
پشاور	34درجے	44منٹ
ملتان	29درجے	

زمین کے محیط کی پیمائش

حوصلہ مند البیرونی نے زمین کے محیط اور قطر کی پیمائش بھی کی تھی۔ البیرونی نے پہلے زمین کا نصف قطر معلوم کیا، پھر اسے (2.) یعنی (3.1416x2) کے ساتھ اس طرح ضرب دے کر زمین کا محیط دریافت کرلیا۔ البیرونی نے صحیح طریقے سے زمین کا محیط معلوم کرنے کے لیے شرط رکھی ہے کہ وسیع میدان ہو اس میں ایک بلند ٹیلہ بھی ہو۔ البیرونی کو عہد مامونی کا طریقہ معلوم تھا، لیکن اس نے اپنا ایک نیا طریقہ بھی ایجاد کیا۔ البیرونی کے حساب سے زمین کا محیط (24779) میل ہوتا ہے، جو بہت حد تک صحیح ہے۔ آج کل کی تحقیق کے مطابق زمین کا محیط (24858) میل ہے۔ اس لحاظ سے البیرونی کی پیمائش میں آج کی نسبت سے صرف 78 میل کی کمی ہے۔

دھاتوں کی کثافت اضافی معلوم کرنا

البیرونی علم ریاضی کا ماہر تھا۔ اپنی ذہانت اور عملی مہارت سے البیرونی نے اٹھارہ مختلف قسم کی دھاتوں اور غیر دھاتوں کی کثافت اضافی کی نہایت صحیح پیمائش کی اور نتیجے کو درج کیا۔ اس نے اپنے ان جملہ تجربات کو ایک رسالے میں بیان کیا ہے۔ دھاتوں کی کثافت اضافی معلوم کرنے کا طریقہ اسی دانشور نے ایجاد کیا۔

☆☆☆☆

تبدیلی تاریخ

رفقاء متوجہ ہوں

''قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی'' میں

مدرسین ریفریشر کورس

جو 14 تا 16/ جون کو ہونا تھا، اب 21 تا 23/ جون 2013ء

(بروز جمعہ نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

کو منعقد ہوگا ان شاء اللہ۔ زیادہ سے زیادہ مدرسین اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت: (042)36316638-36366638
0332-4178275

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ’’دینی جماعتوں نے الیکشن میں کیا کھویا کیا پایا؟‘‘ کے موضوع پر ایک فکر انگیز مباحثہ

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام 2 جون 2013ء کو قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ایک مباحثہ کا اہتمام کیا گیا۔ موضوع تھا ’’دینی جماعتوں نے الیکشن میں کیا کھویا کیا پایا؟‘‘ مباحثہ میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے علاوہ سابق جسٹس نذیر احمد غازی، سلمان غنی (ایڈیٹر روزنامہ دنیا) اور بریگیڈئر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے حصہ لیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہماری 65 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ ملک میں نفاذ اسلام کا راستہ انقلاب ہے، انتخاب نہیں۔ دینی جماعتوں نے جب بھی تحریک کا راستہ اختیار کیا انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہمارے ہاں جاگیرداری نظام موجود ہے دینی جماعتوں کو انتخابات میں کامیابی نہیں مل سکتی اور جاگیرداری نظام کا خاتمہ انقلاب کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ ایم ایم اے کا تجربہ شاہد ہے کہ دینی جماعتیں متحد ہو کر بھی انتخابی راستے کے ذریعے نفاذ دین کے حوالے سے کوئی پیش رفت نہ کرسکیں۔ بدقسمتی سے ایم ایم اے کی موجودگی میں حقوق نسواں کا خلاف اسلام بل منظور ہوا، جبکہ اسمبلی سے باہر تحریک ختم نبوت کے سامنے بھٹو کو بھی گھٹنے ٹیکنے پڑے تھے۔ لہٰذا اگر دینی جماعتیں متحد ہو کر صرف نفاذ شریعت کے لیے تحریک چلائیں تو ان کا راستہ کوئی نہیں روک سکے گا۔ اس مباحثہ میں سینئر صحافی سلمان غنی نے کہا کہ موجودہ الیکشن میں اگرچہ دینی جماعتوں کو کامیابی نہیں ملی لیکن حکومت اور اپوزیشن میں آنے والی جماعتوں کا جھکاؤ اسلام اور جمہوریت کی طرف ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوری جدوجہد کے نتیجے میں یہاں ایسی سیاسی تبدیلی ضرور آئے گی جو عوام کو اسلامی عدل اور جمہوریت کے ثمرات سے بہرہ ور کرسکے گی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ قیادت قومی معاملات پر عوام کی توقعات کے برعکس کوئی خطرہ مول لینے کی پوزیشن میں نہیں۔ اگر انہوں نے عوام کی بجائے واشنگٹن کو ترجیح دی تو پیپلز پارٹی کا انجام اُن کے سامنے ہے۔ سلمان غنی نے کہا کہ دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحریک کے ذریعے دینی ایشوز کی طرف حکمرانوں کی توجہ مبذول کراتی رہیں۔ ماضی میں اسی راستے سے انہیں کامیابی ملی ہے۔ سابق جسٹس نذیر احمد غازی نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ دینی جماعتوں کی ناکامی کی وجہ ان کا فرقہ وارانہ تشخص ہے۔ اگر دینی جماعتیں مسالک سے بلند ہو کر نفاذِ اسلام کے لیے متحد ہو جائیں تو ملک میں اسلامی نظام قائم ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دینی جماعتوں کی اسی کمزوری کی وجہ سے سابق صدر پرویز مشرف نے اسلام کو اتنا نقصان پہنچایا جتنا ترکی میں مصطفیٰ کمال کے ذریعے پہنچا۔ انہوں نے کہا کہ اگر دینی جماعتیں نفاذِ اسلام کے لیے مخلص ہو کر متحد ہو جائیں تو ان کی کریڈیبلٹی بحال ہوسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیرونی قوتیں پاکستان کے نظام تعلیم کو ٹارگٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہیں، لہٰذا دینی جماعتوں کو اس حوالے سے چوکنا رہنا ہوگا۔ نذیر غازی نے کہا کہ نواز شریف اگر پرویز مشرف کو ان کے جرائم پر قانون کے مطابق سزا دینے کی جرأت کریں تو آئندہ کوئی آمر جمہوری قوتوں کا راستہ روکنے کی ہمت نہ کرسکے گا۔ انہوں نے کہا کہ دینی جماعتیں صرف الیکشن کے وقت ایکٹو ہونے کی بجائے اگر ابتدا سے لوگوں کی ذہن سازی کریں تو پانچ سال بعد نتائج مختلف ہوسکتے ہیں۔ بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ نے کہا کہ دینی جماعتوں کا انتخابات کے ذریعے لادین قوتوں کا راستہ روکنے کا دعویٰ غیر حقیقی ہے۔ البتہ وہ نظام کا حصہ بنے بغیر کسی مؤقف پر تحریک چلائیں تو اسمبلیاں ان کے مطالبات ماننے پر مجبور ہوں گی۔

مباحثہ کی نظامت کی ذمہ داری مرزا ایوب بیگ نے سرانجام دی۔ آخر میں شرکاء مذاکرہ نے سامعین کے سوالوں کے جوابات بھی دیے۔ یہ پروگرام جو ساڑھے دس بجے شروع ہوا، دن ایک بجے نماز ظہر پر اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: فرقان دانش خان)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے رفقاء کا دو روزہ دعوتی و تربیتی دورہ ڈیرہ اسمٰعیل خان

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی دو تنظیم پشاور شہر اور پشاور غربی کے رفقاء نے ڈیرہ اسمٰعیل خان میں دو روزہ لگایا۔ پروگرام کے مطابق 17 مئی 2013ء رات 10 بجے رفقاء تنظیم اسلامی پشاور شہر کے ناظم دعوت وارث خان کے ہمراہ بذریعہ بس ڈیرہ اسمٰعیل خان روانہ ہوئے اور رات کا سفر کر کے صبح صادق کے وقت وہاں پہنچے۔ نماز فجر ڈیرہ اسمٰعیل خان میں واقع مرکز تنظیم اسلامی مسجد جامع القرآن میں ادا کی، جہاں نگران مسجد اور نقیب اُسرہ ڈیرہ اسمٰعیل خان محمد عمران ہمارے منتظر تھے۔ نماز کی ادائی اور ناشتے سے فراغت کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ 9 بجے تربیتی نشست کا آغاز ہوا جس میں ’’دینی فرائض کا جامع تصور‘‘ پر جناب وارث خان نے گفتگو کی۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے پرانے رفیق تنظیم جناب صادق بھٹی بھی نشست میں موجود تھے، جن کے بلند حوصلے پر رشک آیا۔ موصوف 90-1980 کی دہائی میں جبکہ ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی اتنی زیادہ نہیں تھی، ہر جمعرات کو دن گزار کر رات کو لاہور کے لئے روانہ ہوتے اور صبح لاہور پہنچتے۔ وہاں بانی محترم کا خطاب جمعہ سنتے اور رات کو لاہور سے روانہ ہو کر اگلی صبح ڈیرہ اسمٰعیل خان پہنچتے اور رزق حلال کی سعی میں مشغول ہو جاتے۔ یہ سلسلہ سالوں پر محیط رہا۔ اب اس طرح کی مثالیں عنقا ہیں۔ یہ نشست ظہر کی نماز تک جاری رہی۔ نماز کے بعد صادق بھٹی کی طرف سے ظہرانے کا اہتمام تھا۔ اسی اثناء میں پشاور سے صدر انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا ڈاکٹر محمد اقبال صافی بھی دو رفقاء حاجی خدا بخش اور مسعود جاوید میر کے ہمراہ اپنی گاڑی میں تشریف لے آئے اور یوں ہمارے رفقاء کی تعداد 8 ہوگئی۔ ہم نے عصر کی نماز سٹی کیمپس گومل یونیورسٹی کی مسجد میں ادا کی اور نماز کے بعد جناب وارث خان نے ’’مسلمانوں کے دینی فرائض‘‘ پر روشنی ڈالی۔ اس پروگرام میں تقریباً 40 افراد نے شرکت کی۔ نماز مغرب کے بعد اسی مسجد میں وارث خان نے ’’مسلمانوں کی زبوں حالی اور اس کے اسباب‘‘ پر گفتگو کی۔ بیان کے بعد ہاسٹل کے طلبہ و حاضرین میں تنظیم اسلامی کے تعارف اور دعوت کے حوالے سے لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ نماز عشاء کی ادائی اور کھانے کے بعد رفقاء نے آنے والے کل کے لئے احباب سے ملاقاتوں کا پروگرام بنایا اور آرام کیا۔ اگلے روز نماز فجر و ناشتہ سے فراغت کے بعد تربیتی پروگرام 9 بجے شروع ہوا۔ رفیق تنظیم محمد عمران کی کوششوں کی وجہ سے کئی ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ ان ملاقاتوں میں تنظیم اسلامی کے قیام کے اغراض و مقاصد اور دین کے جامع تصور پر گفتگو ہوئی۔ پروگرام کے دوران مختلف اوقات میں جو احباب ملاقات کے لئے آئے، اُن میں جناب معراج الدین، فرید، عبدالستار، امتیاز، ابوعبدالرحمٰن اور اُن کے والد محترم ڈاکٹر فضل الٰہی، محمد ایوب اور قیوم شامل ہیں۔ رفیق تنظیم محمد فواد بھی بعد نماز ظہر آگئے۔ ظہر کے بعد آرام اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ نماز عصر محمدی مسجد میں ادا کی اور اس کے بعد جناب وارث خان نے نمازیوں سے بیان میں تنظیم اسلامی کی فکر کو واضح کیا۔ مغرب کی نماز احمد یار مسجد گڑھی سدوزئی میں ادا کی گئی اور نماز کے بعد بیان ہوا۔ بعدازاں تنظیم اسلامی کا تعارفی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس نشست میں تقریباً 35 احباب نے شرکت کی۔ عشاء کی نماز مسجد جامع القرآن میں ادا کرنے اور کھانا کھانے کے بعد رات 10 بجے پشاور کے لئے روانگی ہوئی اور ہم صبح صادق کو پشاور پہنچ گئے۔ اس دورے کی خاص بات برادر عزیز محمد عمران کی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں محنت ہے جو انہوں نے گزشتہ 10 ماہ میں کی۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں صرف دو مبتدی رفقاء تھے لیکن محمد عمران اشرف کی کوششوں سے اب وہاں پر ایک فعال منفرد اُسرہ وجود میں آچکا ہے، اب دفتر/ لائبریری کے قیام کے لئے کوششیں جاری ہیں جس کے بعد ان شاء اللہ کام کی رفتار میں مزید تیزی اور بڑھوتری ہوگی اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بھی تنظیم کے رفقاء کی تعداد بڑھ جانے سے دعوت کا عمل مربوط اور مؤثر ہوگا۔ رب کریم ہماری کوششوں کو شرف قبولیت بخشے اور ہمارے لئے توشۂ آخرت بنائے۔ (آمین) (مرتب: محمد فاروق ثاقب)

Jim W. Dean

COLONIAL TERROR RETURNS TO MIDEAST

The world's grownups are trying to tame the Syrian situation down as they know now that expanding it will only make it worse, much worse. But there are those who actually want that. Israel for example wants to see American military fighting at their beck and call like they are used to. That is why they made the provocation attacks they did, hoping Assad would shoot some missiles back at them so they could launch a Full-scale attack."

The Syrian situation has been getting more bizarre by the day but we are entering back into the Twilight Zone again. The Geneva conference still has momentum and the decision not to attend by the 'Syrian National Council' found no one jumping off of buildings and bridges in disappointment.

In fact the reason they gave was like an old skit out of Saturday Night Live. Their spokesman actually said that an international political conference to the situation in Syria has no meaning in light of the massacres that are taking place.

Mind you these are the heads of an opposition that have no control over their fighters whatsoever. They are looting and raping where they please, and have begun taking religious hostages Muslims Clerics and Christian Orthodox bishops, alike.

This blew up in John McCain's face when one of the kidnapped victims' families spotted one of the kidnappers in McCain's front line photo op. He was the one in the rear with the camera. It looks like 'bomb bomb McCain' bombed his credibility into further oblivion. But he is still for sale, especially to the Israelis, so that makes him dangerous.

We had the story break that the FSA has been running a sex slave business out of the camps in Turkey using teenage refugee girls. The Rebels are desperately in need of some PR management and I am surprised the Israelis have not moved in to scoop up the business. They usually do by creating a problem and then offering to fix it for a price.

There is a joke going around the Intel community that the real reason the 'SNC' would not attend Geneva 2 was that the Swiss would not provide them five-star hotel accommodations and all the teenage Swiss girls they could pick out during school tours.

Most of the military and Intel people have nothing but contempt for these 'SNC' gangsters and their thugs. They will be a scarlet letter tattoo on the dummies in Congress for backing them with no real controls. They have no MPs, no judge advocate set up, no arrests inside their ranks for any of their own atrocities. They have killed their credibility and have now retreated to whining.They had the gall to tell McCain they not only wanted heavy weapons and a no-fly zone, but air strikes on Hezbollah in Lebanon, too. Who do they think they are for … Israelis??

The world's grownups are trying to tame the Syrian situation down as they know now that expanding it will only make it worse, much worse. But there are those who actually want that. Not surprisingly we have seen the anticipated false flag attempts. Despite the American poodle Congress giving Israel a blank check to attack Iran for whatever reason they desire, the usual bio weapon tainted letters have shown up at Mayor Bloomberg's office in New York City, and in the White House mail room. The usual easy to make ricin was used for these.

Britain and France have joined the Western pity parade with their calls to unilaterally provide heavy weapons to the rebel terrorists to cause more mayhem. The British offer comes when amputee War on Terror Vets are being cleared off the assistance rolls in the national health system budget cuts. And these were the military machines that ran out

of ammunition during the Libyan no-fly zone days. Both countries need to throw their leaderships into the river, and do it quickly.

The Israelis are putting on one hell of a show. Step number one is to hustle their own people into believing that the Russians coming in with their air defenses has something to do with attacking the Israel public. This makes no sense at all as neither Syria nor anyone else has any offensive capability toward Israel. All of their military expenditure has had to go into defense, which includes some realistic retaliation ability.

Israel is sweating the worst of all nightmares, losing its dominance to strike anywhere it wants to with impunity. The debacle they are now seeing unfolding is that what they thought would be a proxy war to take out Assad at no cost to themselves could end up costing them their air space dominance.

The battles now in south Syria are strategic because the supply lines from the ports to Damascus have to be secured. And I don't mean just to funnel ammo and critical civilian supplies in, but to protect the air defense system from local ground attack.

If that happens, southern Syria would get complete air cover all the way down to the border of Jordan and southern Lebanon where they could provide air cover for all of Lebanon, especially with the Russian fleet offshore with the S-400s and more. Israel's pre-emptive strike threat would be gone the first time they used it, from a defensive retaliation.

If there is a political settlement you can then bet the Israelis will want the Russian air defenses removed. But guess what? Then the Russians might ask for all the Israeli WMDs put under UN control, all their facilities opened for inspection and the Russians promising only to fire on Israeli targets when they were attacking someone… that they would never be used in a first strike.

Do you think the Israelis would like that? Their bully days would be over. And what would the US do… move what is left of our shrinking military to the Golan Heights and all of our Patriots to Israel to protect their flanks next time they want to pound Gaza or the West Bank with impunity?

The Russian move has been met with acclaim all around the world, but not by broke Western former colonialists looking for an economic bad news distraction on the cheap. Respect for Western leadership is not only way down around the world but inside their own countries as more and more citizens realize they are being ruled over by gangs of thugs.

The legacy of all of this insanity, if a silver lining can be found in it, might be that the world woke up to find out their governments were mainly in the extortion business, and we put them all on trial for high crimes and misdemeanors… and oh yes… terrorism.

(*Courtesy: www.presstv.ir*)